MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

ضلع لدھیانہ

سردار بھگونت سنگھ رئیس بھدوڑ

پھول

۱ تلوکا (راجگانِ جیند و نابھہ کا مورثِ اعلیٰ) — ۲ راما (وفات ۱۷۱۴ء)

۱ ڈونا (وفات ۱۷۲۶ء) — ۲ راجہ آلا سنگھ (والیان پٹیالہ کا مورث اعلیٰ)

۱ بیکھا سنگھ (وفات ۱۷۴۳ء) — ۲ دیو (وفات ۱۷۳۳ء) — ۳ سانگو سنگھ (وفات ۱۷۴۴ء) — ۴ سکھو سنگھ (وفات ۱۷۶۵ء) — ۵ سوبا سنگھ (رام پوریہ سرداران کا مورث اعلیٰ) (وفات ۱۷۴۲ء)

۱ گورداس سنگھ (وفات ۱۷۸۳ء) — ۲ چوہڑ سنگھ (وفات ۱۷۹۳ء) — ۳ موہر سنگھ (وفات ۱۸۲۶ء) — ۴ دل سنگھ (سرداران کوٹ دونا کا مورث اعلیٰ) (وفات ۱۷۹۳ء)

۱ بیر سنگھ (وفات ۱۸۳۳ء) — ۲ دیپ سنگھ (وفات ۱۸۲۲ء) — ۱ امریک سنگھ (وفات ۱۸۲۶ء) — ۲ سمند سنگھ (وفات ۱۸۳۶ء) — ۳ سجان سنگھ (وفات ۱۸۲۰ء)

۱ جواہر سنگھ (وفات ۱۸۲۴ء) — ۲ جیل سنگھ (وفات ۱۸۰۸ء) — ۳ جگت سنگھ (وفات ۱۸۶۵ء) — ۱ گھڑک سنگھ (وفات ۱۸۶۹ء) — ۲ دیوا سنگھ (وفات ۱۸۵۶ء) — ۱ اچل سنگھ (وفات ۱۸۷۹ء) — ۲ اتم سنگھ (وفات ۱۸۵۸ء)

بی بی عطر کور (شہزادہ نونہال سنگھ سے بیاہی گئی) — خزان سنگھ (وفات ۱۸۳۲ء) — ندھان سنگھ (وفات ۱۸۳۳ء) — ۱ گلاب سنگھ (وفات ۱۸۵۰ء) — ۲ بساوا سنگھ (وفات ۱۸۴۵ء) — ۳ کھیم سنگھ (وفات ۱۸۴۶ء) — نرائن سنگھ (وفات ۱۸۲۵ء) — اجے پال سنگھ (وفات ۱۸۵۹ء)

مہاں سنگھ (وفات ۱۸۵۸ء) — کہار سنگھ (ولادت ۱۸۳۵ء) — شمشیر سنگھ (وفات ۱۸۹۹ء) — مہا مہو پدھایا سردار عطر سنگھ کے۔ سی۔ آئی۔ ای (وفات ۱۸۹۶ء) — نرائن سنگھ (ولادت ۱۸۵۲ء) — عطر سنگھ (وفات ۱۸۶۹ء)

ایشر سنگھ (وفات ۱۸۹۶ء) — ۱ معصوم (ولادت ۱۸۹۳ء) — ۲ معصوم (ولادت ۱۸۹۶ء) — ۱ سردار بھگونت سنگھ (ولادت ۱۸۵۲ء) — ۲ بلونت سنگھ (وفات ۱۹۰۲ء) — بلونت سنگھ

۱ پرتاب سنگھ (ولادت ۱۸۵۸ء) — ۲ اوتار سنگھ (ولادت ۱۸۶۲ء) — لال سنگھ (ولادت ۱۸۸۸ء) — گوردیال سنگھ (ولادت ۱۸۹۹ء) — ۱ پرتاب سنگھ (ولادت ۱۹۰۱ء)

۱ نانک سنگھ (ولادت ۱۸۸۳ء) — ۲ جسونت سنگھ (وفات ۱۹۰۳ء) — ۱ نتھا سنگھ (ولادت ۱۸۸۸ء) — ۲ مادھو سنگھ (ولادت ۱۸۹۲ء)

۱ معصوم (ولادت ۱۹۰۲ء) — معصوم (ولادت ۱۹۰۱ء) — ۲ معصوم (ولادت ۱۸۹۸ء)

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

جالندھر نے اس کے بیٹے امر سنگھ کی بنسبت گورنمنٹ میں سفارش کی جس پر یہ حکم ہوا کہ سردار نرمل سنگھ کا بالوکی اور شرقپور والی جاگیر کا حصہ اُسکے بیٹے امر سنگھ کو ملے اور اُس کے بعد یہ سالم حصہ اُس کی نرینہ اولاد کو ملے جسکو گورنمنٹ منتخب کرے۔ نرمل سنگھ کی بیوہ کو بطور رعایت و مراحم خسروانہ جو وظیفہ ملا تھا وہ البتہ بند کر دیا گیا اور امر سنگھ کی جاگیر پر ۱۴۰ روپیہ سالانہ کی منہائی کی شرط لگا دی گئی۔ اس جاگیر کی آمدنی قانونی بندوبست کی رو سے ۶۸۵ روپیہ سالانہ تھی ٭

امر سنگھ بالوکی میں رہا کرتا تھا جس گاؤں میں اس کی ملکیت چالیس گھماؤں اراضی پر تھی۔ اس نے سردار سُجان سنگھ جاگیردار کرتارپور تحصیل جالندھر کی لڑکی سے شادی کی۔ خاندان کے دوسرے اراکین کی شادیاں بھی اچھے گھرانوں میں ہوئی ہیں مگر اب نہ اس خاندان کا پرانا اقتدار ہے اور نہ وہ زور رہا۔ اس خاندان میں سے کبھی کوئی آدمی درباری نہیں ہوا ٭

امر سنگھ ۱۹۰۴ء میں فوت ہوا اور اس کے لڑکے ٹھاکر سنگھ خاندان کے متوفی سرکردہ کے قبضے میں بیالیس گھماؤں زمین بالوکی کی ایکسو چار گھماؤں بیر بالوکی کی اور پانچ مربعے زمین ضلع لائل پور میں تھی ٹھاکر سنگھ ستمبر ۱۹۰۶ء میں لاولد فوت ہوا ہے۔ اور ابھی تک یہ فیصلہ نہیں ہوا کہ جاگیر کا وارث کون بنایا جائے ٭

سب سے بڑے بیٹے جھنڈا سنگھ کے حصے میں تھیں مگر مہاراجہ رنجیت سنگھ خود ہڑپ کر گیا اور دیوان محکم چند ناظم جالندھر کی حفاظت میں کر دیں۔ لیکن پھر کہنے سُننے سے مہاراجہ نے جھنڈا سنگھ کے گُزارے کے واسطے اُس کے ورثہ پدری میں سے صرف بالو کی اور شرقپور کا آدھا آدھا حصّہ دیا۔ اس فیاضی میں مہاراجہ کا کُچھ خرچ نہیں ہوا کیونکہ اس نے پہلے ہی سے یہ سالم گاؤں اوداسی سادھوؤں اور اکالیوں کو دے رکھے تھے۔ اوداسی سادھوؤں نے جھنڈا سنگھ کو قبضہ دینے سے انکار کیا جو بزور بازو ان کو نکال دینے پر مجبور ہوا۔ اس کی ماں رانی رتن کور نے لودھیانہ کے سرکار انگریزی کے علاقے میں آکر پناہ لی جہاں اس کے گزارے کے لئے ۱۸۰۰ روپیہ سالانہ کا وظیفہ عطا کیا گیا۔

الحاق کے موقع پر جھنڈا سنگھ کے بیٹے نرمل سنگھ اور بختاور سنگھ کے قبضے میں متذکرۂ بالا مواضعات کا نصف نصف حصّہ تھا۔ سنہ ۱۸۴۷ء کے احکام کے مطابق ان دونوں کو یہ جاگیر تاحین حیات ۲۸۰ روپیہ بطور نذرانۂ خدمات پیش کرنے کی شرط پر دی گئی۔ ہر ایک کا حصّہ اُس کی وفات پر ضبط ہو جاتا تھا۔ سنہ ۱۸۷۳ء میں سردار بختاور سنگھ کے لاولد مرنے پر اس کی بیوگان کو تھوڑی سی پنشن دی گئی۔ سردار نرمل سنگھ کی جاگیر بھی اسی طرح سنہ ۱۸۷۳ء میں ضبط ہو گئی اور ۲۰۰ روپیہ سالانہ کی پنشن اس کی بیوہ کو تاحین حیات دی گئی۔ نرمل سنگھ نے سرکاری فوج میں صوبیدار رہ کر اپنے آپ کو بہادر ثابت کیا اور ایام غدر کی خدمات کے عوض گورنمنٹ سے سند حاصل کی۔

سنہ ۱۸۷۴ء میں مسٹر ڈی۔ جی بارکلے صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

دوبارہ حاصل کرنے کی کوشش کی تھی مقابلہ کے لئے مل گیا۔ بعدازاں ۱۷۹۴ء میں جب اونہ ضلع ہوشیارپور کے متعصب بیدی صاحب سنگھ نے مالیر کوٹلہ پر چڑھائی کی تو یہ بھی بیدی کے ساتھ شریک تھا مگر سکھوں پر راجہ پٹیالہ کا دباؤ پڑنے کی وجہ سے اس مہم میں ناکامیابی ہوئی۔

۱۷۹۹ء میں تارا سنگھ اپنے رشتہ دار رئیسان پھلکیاں کی طرف سے جو ہانسی کے مشہور جارج ٹامس کے ساتھ زور آزمائی کر رہے تھے میدان جنگ میں آیا اور اس کے تھوڑے عرصہ بعد معزول شدہ سردار چڑت سنگھ کے حقوق کے بارے میں فریدکوٹ میں جھگڑتا رہا۔ یہ شخص آرام سے بیٹھنا جانتا ہی نہ تھا۔ جب ۱۸۰۷ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے نرائن گڑھ ضلع انبالہ پر چڑھائی کی تو یہ مہاراجہ کے ساتھ تھا جہاں اسے بخار آیا اور اسی عارضے سے مر گیا۔ جب مہاراجہ رنجیت سنگھ واپس آرہا تھا تو اسے طاقتور ڈلہ والی مسل کے توڑنے کا موقع مل گیا اور اُسکے مقبوضات اس نے اپنی اُس بڑی ریاست میں شامل کر لئے جس کو مستحکم بنانے میں وہ سرگرمی سے کام کر رہا تھا۔

دسوندھا سنگھ کو اس کے باپ تارا سنگھ کی جائداد وکھنی تاحین حیات رکھنے کی اجازت دیدی گئی اور اس کی وفات پر مہاراجہ نے جائداد مذکور بیدی صاحب سنگھ کو دیدی۔ تارا سنگھ کے دوسرے بیٹے گوجر سنگھ کو ستلج کے جنوب والی ریاست گھمگرانا ملی تھی اس پر بعض چھوٹے چھوٹے رئیسان پھلکیاں نے جھگڑا کیا مگر رنجیت سنگھ نے انہیں دل کا غبار نکالنے سے باز رکھا۔ مہاراجہ نے یہ دیہات راجگان پٹیالہ وجیند اور سردار ننگلہ میں تقسیم کر دئیے۔ جاگیران نکودر اور ماہل پور تارا سنگھ کے

CSL

امیر ہو کر تارا سنگھ ایک با اقتدار سرغنہ بن گیا۔ وہ امرتسر جا کر اہلو والیوں اور سنگھ پوریوں کے ساتھ شامل ہو گیا جو جہاں مال دیکھتے لوٹ مار کر لیتے تھے۔ پھر ۱۷۶۰ء میں وہ دریاے ستلج پار ہوا اور اضلاع دھرم کوٹ اور فتح گڑھ فتح کر کے فتح گڑھ تو اپنے چچیرے بھائیوں دھرم سنگھ اور کور سنگھ کو دیدیا اور دھرم کوٹ اپنے لئے رکھ لیا۔ دوابہ میں واپس آ کر اس نے موضع دکھنی جالندھر کے ایک افغان شرف الدین نامی سے لے لیا اور مشرقی جانب کوچ کر کے راہوں کے اردگرد کے سارے علاقے پر قبضہ کر کے راہوں میں اپنی سکونت اختیار کر لی۔ بعد ازاں اس نے مانجھ راجپوتوں سے نکودر اور ستلج کے داہنے کنارے کے بہت سے مواضعات جن میں مہات پور اور کوٹ بدل خاں بھی شامل تھے چھین لئے۔ اس زمانے میں سکھوں میں اس کا نام مشہور ہو گیا اور اس فرقے کے متعلق کوئی معاملہ ایسا نہ ہوتا تھا جس میں تارا سنگھ کا بلاواسطہ یا بالواسطہ دخل نہ ہو اس نے اپنے بیٹے دسوندھ سنگھ کی شادی راجہ امر سنگھ والیٔ پٹیالہ کی لڑکی بی بی چاند کور سے کرا دی اور جس کی وجہ سے یہ اس قابل ہو گیا کہ جس وقت اس کا جی چاہے انبالہ تک ہاتھ مار لے اور رئیسان پھلکیان کے جھگڑوں میں بھی حصہ لے۔ ۱۷۶۲ء میں اس نے راجہ امر سنگھ کو اسکے سوتیلے بھائی ہمت سنگھ کی بغاوت فرو کرنے میں مدد دی اور دوسرے موقع پر ۱۷۷۸ء میں جبکہ سردار ہری سنگھ سیالبہ نے جس کی مدد پر سردار جسا سنگھ رام گڑھیا تھا اسی امر سنگھ پر حملہ کیا تو پھر امداد کی۔ ۱۷۷۹ء میں یہ دوسرے خالصہ سرداروں کے ساتھ وزیر مجاد الدولہ عبدالاحد جس نے ملک مالوہ کو

ٹھاکر سنگھ مرحوم رئیس بالو کی

سردار تارا سنگھ گھیبا
(وفات سنہ ۱۸۰۷ء)

۱ سردار جھنڈا سنگھ
۲ سردار گوجر سنگھ
۳ دھسوندھ سنگھ

سردار جھنڈا سنگھ:
۱ نرمل سنگھ (وفات سنہ ۱۸۷۲ء)
۲ بختاور سنگھ (وفات سنہ ۱۸۴۳ء)

سردار گوجر سنگھ:
جگت سنگھ
۱ لہنا سنگھ (متوفیٰ)
۲ خزان سنگھ (متوفیٰ)

نرمل سنگھ:
امر سنگھ (وفات سنہ ۱۹۰۲ء)
ٹھاکر سنگھ (وفات سنہ ۱۹۰۷ء)

ٹھاکر سنگھ رئیس بالو کی تحصیل نکودر ضلع جالندھر کانگ جاٹ سکھ تھا۔ یہ سردار نہال سنگھ مرحوم رئیس کانگ کا رشتہ دار تھا اور سردار تارا سنگھ گھیبا کی جو سکھوں کی ڈلاوالا مسل کا مشہور و معروف بانی تھا چوتھی پشت میں تھا۔ یہ مسل موضع ڈلا کے نام پر ڈلاوالہ کہلاتی تھی جو سلطانپور واقع ریاست کپورتھلہ کے قریب ہے اور جہاں سے دریائے ستلج و بیاس کی جائے اتصال بھی نزدیک ہے۔ تارا سنگھ کانگ جاٹ تھا مگر اسکے ساتھی بہت سے مانجھے کے چور اور آوارہ گرد جاٹ تھے جو اس کے ساتھ لوٹ مار کی غرض سے شریک ہو گئے تھے۔ تارا سنگھ کے ابتدائی کارناموں میں سے ایک کارنامہ یہ تھا کہ اُس نے احمد شاہ کی فوج کے ایک دستے سے جو اس کے وطن یعنی موضع کانگ کے قریب دریائے بین سے گزر رہا تھا گھوڑے اور ہتھیار چھین لئے۔ اس طرح سے

میں وضعدار تھا اور گنڈا سنگھ کا پوتا گوروت سنگھ تحصیلدار تھا -
یہ خاندان ایک زمانے میں اپنے شہر میں کسی قدر بارسوخ تھا اور
اس کے اراکین ہمیشہ گورنمنٹ کو اپنی خدمات پیش کرنے میں مستعد
رہے ہیں مگر جاگیر کی وراثت چھوٹے چھوٹے حصّوں میں تقسیم ہوجانے
کی وجہ سے انہوں نے اپنا پہلا اقتدار بہت کچھ کھو دیا ہے -
جیمل سنگھ کی وفات سے لیکر تا حال اس خاندان کا کوئی رکن درباری
نہیں ہوا ؞

CSL

میں اچھی خدمات کیں اور اس خاندان کے اکثر رکن مہاراجہ کی طرف سے
لڑتے ہوئے مارے گئے۔ الحاق کے موقع پر مہاں سنگھ کی اولاد کے
ساتھ جو دس مواضعات پر ۱۷۰۰ روپیہ سالانہ دینے پر راضی ہو گئے
تھے ایک سرسری بندوبست کیا گیا۔ بعد ازاں ان مواضعات میں سے چار سرکار
انگریزی نے اُن سواروں کی خدمات کے عوض میں ضبط کر لئے جو یہ مہاراجہ
رنجیت سنگھ کو دیا کرتے تھے۔ پھر ۱۸۴۷ء میں نہال سنگھ اور گنڈا سنگھ کی وفات
پر دو اور گاؤں ضبط کر لئے گئے اور اُن کی بیوگان اور بچوں کو پنشنیں دی دی
گئیں۔ خاندان کے اور اراکین کے مرنے پر مزید ضبطیاں عمل میں آئیں اور
بندوبست ہو جانے کے بعد جاگیر کی سالانہ آمدنی جو باقی ماندہ اراکین آپس
میں تقسیم کرتے تھے ۲۷۲۰ روپیہ پائی گئی۔ جب جالندھر کی فوج
۱۸۵۷ء میں باغی ہو گئی تو جیمل سنگھ اور بشن سنگھ ولد گنڈا سنگھ دریاے
ستلج کے لڑاسہ کے پتن کی حفاظت کے لئے مقرر کئے گئے۔ جیمل سنگھ
موضع بٹھلہ تحصیل پھلور ضلع جالندھر میں رہا کرتا تھا جو تمام اس خاندان
کی ملکیت تھا اور جس میں سے خود اس کا حصہ قریباً ۲۶۰ گھماؤں تھا۔
وہ ڈویژنل درباری اور ذیلدار تھا۔ اور ۱۸۹۵ء میں فوت ہوا۔ جیمل سنگھ
کا بیٹا دیپ سنگھ خاندان کا موجودہ بزرگ ساتویں بنگال رسالے میں
دفعدار تھا۔ یہ نمبردار اور ذیلدار ہے اور شکار کے شوق کی وجہ سے
ضلع بھر میں بڑا مشہور ہے۔ اس نے اور اس کے دو چھوٹے
بھائیوں نے اپنے باپ کی ۲۶۰ گھماؤں کی جاگیر کا بحصہ مساوی
یک ثلث حاصل کر لیا ہے۔

نہال سنگھ کا پوتا ننھا سنگھ بھی ساتویں بنگال رسالے

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

دلیپ سنگھ رئیس تھلہ

مہاں سنگھ (وفات سنہ ۱۸۲۸ء)

۱ گنڈا سنگھ (متوفی) — ۲ بدھ سنگھ (متوفی) — ۳ سردول سنگھ (متوفی)

بشن سنگھ (وفات سنہ ۱۸۵۱ء) — وزیر سنگھ (متوفی) — کشن سنگھ (وفات سنہ ۱۸۶۱ء)

گوردت سنگھ (وفات سنہ ۱۹۰۲ء) — جوالا سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۵۳ء) — چوہڑ سنگھ (وفات سنہ ۱۸۸۶ء) — نہال سنگھ (وفات سنہ ۱۸۴۵ء) — بسنت سنگھ — گورمکھ سنگھ (وفات سنہ ۱۸۴۷ء)

اندر سنگھ (وفات سنہ ۱۸۸۱ء) — جیت سنگھ (وفات سنہ ...) — پریتم سنگھ (وفات سنہ ۱۹۰۴ء) — ہربنس سنگھ (وفات سنہ ۱۹۰۵ء) — ہیرا سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۳ء) — اندر سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۹ء) — دیوا سنگھ (وفات سنہ ...) — شیر سنگھ — جیمل سنگھ (وفات سنہ ۱۸۴۷ء)

تارا سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۱ء) — بدام سنگھ (ولادت سنہ ...) — نرائن سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۱ء) — اجمیر سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۲ء) — کیہار سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۹ء) — نتھا سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۵۹ء) — گاج سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۱ء) — دھرم سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۶ء) — بوٹا سنگھ (وفات سنہ ۱۸۹۳ء)

دھیرا سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۵ء) — کرتار سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۱ء) — نرائن سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۳ء) — مول سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۰ء) — دلیپ سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۴۵ء) — ہری سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۴۳ء) — ایشر سنگھ (متوفی)

امیرا سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۶ء) — نگینہ سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۱ء) — کرپا سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۹ء) — سندر سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۷۳ء) — گلزارا سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۷۸ء) — شام سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۷۷ء) — دریام سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۲ء)

اجایا سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۰ء) — گوردیال سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۴ء) — بنتا سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۴ء) — جگندر سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۷ء) — مول سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۱ء) — چنچل سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۴ء) — اجیت سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۱ء)

اس خاندان کا مورث اعلیٰ مہاں سنگھ لدھڑ جاٹ سکھ تھا جس نے سنہ ۱۷۶۰ء میں تحصیل پھلور ضلع جالندھر کے دس گاؤں پر قبضہ کر لیا اور جن پر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ۲۳ سوار خدمات کے لئے مہیا کرنے کی شرط پر اس کا قبضہ بحال رہنے دیا۔ اس کے لڑکوں نے بہت سی لڑائیوں

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA •

CSL

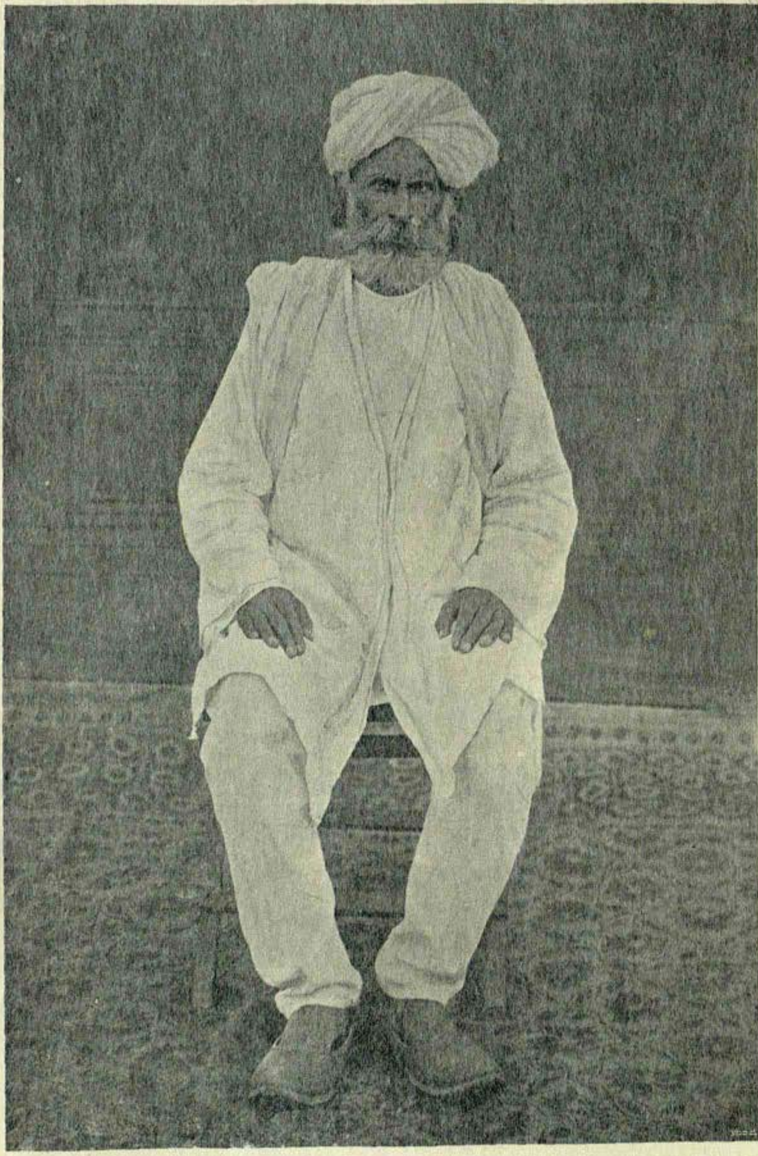

سردار دلیپ سنگھ رئیس ٹھلہ

Sardar Dalip Singh of Thala.

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

GL

تھا اور ایام غدر میں بھی کرنیل لیک صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ضلع جالندھر کے کام آیا تھا۔ اس کی وفات کے بعد اس کی جاگیر کے ۵۱۴ روپیہ اس طرح پر تقسیم ہوئے کہ ایک تہائی تو اس کے پوتے یعنی بسنت سنگھ کے لڑکے کو ملے اور ایک ایک تہائی اس کے بیٹوں بھگت سنگھ اور جسونت سنگھ کو جو ایک زمانے میں دونوں انسپکٹر پولیس تھے*

دونوں جاگیریں دریا برد ہونے کی وجہ سے گھٹ کر ۳۸۵ روپیہ کی مالیت کی رہ گئی ہیں*

لچھمن سنگھ اور اُس کے بیٹے اور نیز بھگت سنگھ اب ضلع امرتسر میں رہتے ہیں۔ دیوا سنگھ ڈویژنل درباری تھا مگر اب خاندان کا کوئی آدمی درباری نہیں*

CSL

اس طرح پر شدھ سنگھ کے نام مواضعات لڑویہ مادھو پور اور دھاد اسورا
جن کی آمدنی ۰۰ ۱۹۴ روپیہ تھی اس کی حین حیات تک کے لئے واگزار ہوگئے
۱۸۵۸ء میں اس کی وفات پر صرف مادھو پور اس کے لڑکے بساوا سنگھ
موجودہ مالک کے نام قائم ہوا۔ موضع دھادا شدھ سنگھ کی سوتیلی ماں
کے نام تاحین حیات واگزار رہا۔ یہ اب مرگئی ہے۔ ۱۸۵۷ء میں
فوجداری جاگیروں کی ترمیم کے وقت موضع لڑویہ بساوا سنگھ اور اسکی
صلبی نرینہ اولاد کے لئے ہمیشہ کے لئے عطا کردیا گیا۔ پچھلے بندوبست
میں اس جاگیر کی مالیت ہزار روپیہ سالانہ تشخیص ہوئی تھی +

سردار بساوا سنگھ ذیلدار ہے ایکسو نوے روپیہ سالانہ ذیلداری
کے اور ایک سو روپیہ سفید پوشی الاؤنس لیتا ہے۔ اور لڑویہ تحصیل
جالندھر کا نمبردار ہے جہاں وہ اس واسطے رہتا ہے کہ اس موضع
میں اس کی چالیس گھماؤں زمین ہے۔ اس کی شادی رائے پور ضلع
لودھیانہ کے خاندان گارٹھے وال میں ہوئی ہے اور وہ ڈویژنل درباری
بھی ہے +

CSL

سردار گودڑ سنگھ موکل رئیس لاہور

Sardar Godar Singh Mokal of Lahore

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

GSL

سردار بساوا سنگھ ڈھلواں رئیس لڑویہ

Sardar Basawa Singh Dhilwan of Laroya.

سردار بساوا سنگھ رئیس لڑوبہ

دسوندھ سنگھ (متوفی)

- چوہڑ سنگھ (متوفی)
  - ۱ بدھ سنگھ (متوفی)
  - ۲ سُدھ سنگھ (وفات ۱۸۵۱ء)
    - ۱ کشن سنگھ (وفات ۱۸۳۶ء)
    - ۲ بساوا سنگھ (ولادت ۱۸۳۹ء)
      - اچھر سنگھ (ولادت ۱۸۸۵ء)
        - پرتاب سنگھ (ولادت ۱۹۰۲ء)
  - ۳ چتر سنگھ (متوفی)

دسوندھ سنگھ جس کی اولاد میں سردار بساوا سنگھ ہے موضع جھبل ضلع امرتسر کا دھیلوں جاٹ تھا اور مشہور بھگیل سنگھ کروڑا سنگھیا مسل کے سرکردہ کا سوتیلا بھائی تھا۔ دسوندھ سنگھ ۱۷۵۹ء میں بیاس پار ہوا اور کچھ مواضعات پر جو جالندھر تحصیل کے شمال میں تھے قبضہ کرلیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانے میں یہ خاندان ان دیہات پر قابض رہا اور اس کے عوض میں ۲۶ سوار خدمات کے لئے دیتا رہا۔ الحاق کے موقع پر سرکار انگریزی نے ان سواروں کا سالانہ خرچ ۲۴۲۰ روپیہ قرار دیا اور مروجہ طریقہ کے مطابق تین گاؤں ضبط کرلئے۔

وقت پر ادا نہ کر سکے تھے - زور آور کا پوتا بھوپ سنگھ خاندان میں سب سے پہلا سکھ ہوا - یہ مشہور مذہبی دیوانے بیدی صاحب سنگھ رئیس اونہ ضلع ہوشیارپور کا کمال مداح اور پیرو تھا اور سن طفولیت سے ہی بیدی کے ہمرکاب جنوبی ستلج کی لڑائیوں میں جو اُس نے مالیر کوٹلہ اور رائے کوٹ کے خلاف سنہ ۱۷۹۴ء لغایت سنہ ۱۷۹۸ء میں کیں رہا تھا - بھوپ سنگھ کی قدرتی اولوالعزمی اور قسمت آزمائیوں کا شوق پیشتر اسکے کہ وہ عالم شباب کو پہنچے ایک اتفاقیہ صدمے سے جس سے وہ اندھا ہو گیا رک گیا اس لئے اس نے زیادہ شہرت حاصل نہیں کی - اس کا بڑا بھائی گلاب سنگھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی خدمتگزاری میں لڑتا ہوا سنہ ۱۸۳۸ء میں مارا گیا - بھوپ سنگھ سنہ ۱۸۶۵ء میں فوت ہوا جب پنجاب انگریزوں کے قبضے میں آیا تو مکند پوریوں کی سرداری کے حقوق صرف مکند پور کی نسبت تسلیم کئے گئے جس کی ایک چوتھائی مالگزاری جو اب ۴۳۰۸ روپیہ سالانہ ہے بھوپ سنگھ اور اُسکے صلبی نرینہ وارثوں کے نام واگزار کی گئی جاگیر بھوپ سنگھ کے لڑکے پرتاب سنگھ کے بعد جو سنہ ۱۸۷۱ء میں فوت ہوا امر سنگھ مرحوم کے قبضے میں آئی جس نے ایچیسن کالج میں تعلیم پائی تھی - اسکے قبضے میں مواضعات مکند پور اور شوکر تحصیل نواشہر کی ۱۱۲۰ گھماؤں اراضی تھی اور دس مربع زمین ضلع لائل پور میں تھی - وہ ذیلدار اور ڈویژنل درباری تھا - اسکی شادی سردار بخشیش سنگھ ساکن کھمانوں کلاں ریاست پٹیالہ کی لڑکی سے ہوئی تھی - اس خاندان کی تھوڑی سی جاگیر ہے مگر امر سنگھ کی نابالغی کے زمانے میں خوب زرخیز تھی - امر سنگھ سنہ ۱۹۰۸ء میں دو صغیر سن لڑکے چھوڑ کر فوت ہوا جن میں سے کسی کو بھی ابھی تک اُنکے باپ کی درباری کرسی نہیں ملی - چونکہ خاندان میں قاعدہ خلف اکبری رائج ہے اس لئے بڑا لڑکا کلدیپ سنگھ جاگیر کا وارث ہوا ہے ٭

کے لوگ ایک قصہ بیان کیا کرتے ہیں کہ مکند پوریوں میں سے گنگارام نامی
نے شہنشاہِ شاہ جہاں کی عطا کی ہوئی ایک سند جس کی رُو سے یہاں کے
راجپوتوں کے حقوق ملکیت بحال رکھے گئے تھے دربار عام میں پھاڑ ڈالی۔
اس امر کی اطلاع فوراً شہنشاہ کی خدمت میں بھیجی گئی جس پر وہ اس گستاخی
کی جوابدہی کے لئے دہلی طلب کیا گیا۔ شہنشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر
گنگارام نے یہ حجت پیش کی کہ اس نے جو کچھ کیا اپنے تاجدار کے فائدے
کو مدنظر رکھ کر کیا ہے یعنی راجپوت صریحاً نہایت بُرے کاشتکار ہیں
اور اگر ان کی بجائے جاٹوں کو عطیات دئے جائینگے تو زمین ضرور رونق
پکڑ جائیگی۔ یہ جواب جرم کی تلافی کے لئے کافی مدلل تھا چنانچہ راجپوتوں
کی اراضیات پر گنگارام اور اُس کے بھائیوں کو قبضہ مل گیا مگر راجپوت
اس یکطرفہ فیصلے کو بلا حیل وحجت کب مانتے تھے۔ چھوٹتے ہی اُنہوں
نے گنگارام کو قتل کر ڈالا اور اپنی اراضیات پر زبردستی قبضہ کرنے کی
کوشش کی لیکن گنگارام کے چچازاد بھائی چھجومل نے ان کو شکست دی
اور ان کے بچے ہوئے مقبوضات میں سے بھی ایک معقول حصہ ان سے
چھین لیا۔ کئی سال تک یہ لڑائی چھڑی رہی جس میں کبھی ایک کامیاب
ہوتا تھا کبھی دوسرا۔ آخرکار چھجومل اور ایک لڑکے زور آور نامی کے سوائے
خاندان کے سارے رکن راجپوتوں نے مار دئے اور اپنی اراضیات کے
پھر ایک دفعہ مالک بن گئے۔ زور آور کی والدہ اُس کو لیکر اپنے میکے
بھاگ آئی۔ مگر بعد ازاں مسلمان عامل ادینہ بیگ نے اسے وہاں سے
بُلا لیا اور خاندان کے پرانے مقبوضات میں سے ۳۵ مواضعات اُسکو
دئے کیونکہ راجپوت جیسا کہ گنگارام نے پیشین گوئی کی تھی شاہی مطالبہ

سردار امر سنگھ مرحوم رئیس مکندپور

تخت مل
(متوفیٰ)

چھجو مل
(متوفیٰ)

زور آور
(متوفیٰ)

سلطان بخش
(متوفیٰ)

۱ بھوپ سنگھ
(وفات سنہ ۱۸۶۹ء)

۲ اچھر سنگھ
(متوفی)

۱ گلاب سنگھ
(وفات سنہ ۱۸۳۶ء)

۲ پرتاب سنگھ
(وفات سنہ ۱۸۷۱ء)

سردار امر سنگھ
(وفات سنہ ۱۹۰۵ء)

۱ گُردِت سنگھ
(ولادت سنہ ۱۸۸۶ء)

۲ ساجیت سنگھ
(ولادت سنہ ۱۸۹۶ء)

یہ خاندان گِل جاٹ سکھوں کا ہے جن کا وطن مکندپور تحصیل نواںشہر ہے۔ قریباً ساڑھے تین سو برس ہوئے ہیں کہ شاہجہاں کے زمانے میں سردار امر سنگھ کے بزرگ دوآبہ جالندھر میں چودھری تھے اور رفتہ رفتہ ستلج کے شمالی کنارے پر ستر مواضعات کے مالک بن گئے۔ انہوں نے مکندپور واقع تحصیل نواںشہر آباد کیا جو اب اس خاندان کا صدر مقام ہے۔ جیجون راجپوت یہاں کے اصلی مالک ان کے دشمن تھے جن کو انہوں نے رفتہ رفتہ لڑائیوں یا سازشوں سے بے دخل کر دیا تھا۔ اس خاندان

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

پوتا دلیل سنگھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی ملازمت میں مارے گئے مہاراجہ نے معمولی خدمات کی شرط پر جو ۳۰۰۰۰ کی جاگیر اس خاندان کو عطا کی تھی اس میں سے دلیل سنگھ کے بیٹوں بدھ سنگھ اور فتح سنگھ کے پاس ایک تہائی رہنے دیا۔ اس خاندان کے کئی اراکین نے فوج میں بڑے بڑے عہدے حاصل کئے اور مختلف معرکوں میں کارہائے نمایاں دکھائے۔ سردار صوبہ سنگھ سکھ فوج میں جرنیل تھا اور ملتان کی لڑائی میں مارا گیا۔ اسکی بیوہ کو سرکار انگریزی نے پنشن عطا کی۔ الحاق کے موقع پر بدھ سنگھ اور فتح سنگھ دونوں بھائیوں کے پاس موضع سرہالی اور چک اندھیاں کی جاگیر جس کی آمدنی ۲۴۵۰ روپیہ تھی تاحین حیات ان کے رہنے دی گئی ۱۸۵۲ء میں فتح سنگھ کی وفات پر اُس کا حصہ ضبط ہوگیا اور اُسکی بیوہ کو زندگی تک پنشن ملی۔ مواضعات کی مالگزاری کا چہارم حصہ بدھ سنگھ کے بیٹے کرپال سنگھ اور صلبی نرینہ وارثوں کو جواب قابض ہیں دیا گیا۔ ان کے قبضے میں تیس گھماؤں اراضی موضع سرہالی کی اور ایک سو گھماؤں موضع سرائے جٹاں واقع ریاست کپورتھلہ کی اور پچاس گھماؤں اپنے قدیمی ورثہ واقع موضع مان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور کی اراضیات ہیں *

کرپال سنگھ کا فرزند اکبر سندر سنگھ کچھ عرصہ تک نائب تحصیلدار رہ کر ۱۸۸۳ء میں اپنے باپ کی وفات پر عہدے سے مستعفی ہوگیا۔ ۱۹۰۶ء میں اس کا انتقال ہوا اور اس کا چھوٹا بھائی گورودت سنگھ جانشین ہوا جو اُس خاندان کا جسکی گزشتہ عظمت اب بہت کچھ گھٹ چکی ہے موجودہ بزرگ تسلیم کیا گیا ہے۔ کرپال سنگھ ڈویژنل درباری تھا مگر اب خاندان بھر میں کوئی بھی درباری نہیں ہے *

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

سردار گوردت سنگھ رئیس سرہالی

- ناہر سنگھ (متوفی)
  - ۱. دیوان سنگھ (متوفی)
    - دلیل سنگھ
      - ۱. بدھ سنگھ (وفات سنہ ۱۸۵۲ء)
      - ۲. فتح سنگھ (وفات سنہ ۱۸۵۲ء)
        - کرپال سنگھ (وفات سنہ ۱۸۸۳ء)
          - ۱. سندر سنگھ (وفات سنہ ۱۹۰۶ء)
            - رگھبیر سنگھ (ولادت سنہ ۱۹۰۳ء)
          - ۲. بشن سنگھ (وفات سنہ ۱۸۹۷ء)
            - سمپورن سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۶ء)
          - ۳. سردار گوردت سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۷۳ء)
            - جیون سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۹۹ء)
  - ۲. چڑت سنگھ (متوفی)
  - ۳. موہر سنگھ (متوفی)

سردار گوردت سنگھ مان جاٹ سکھ ہے اور موضع سرہالی تحصیل پھلور ضلع جالندھر میں رہتا ہے۔

کہتے ہیں ناہر سنگھ ساکن موضع مان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور نے جو اس خاندان کا بانی تھا سنہ ۱۷۵۹ء میں دریائے بیاس سے پار ہو کر تحصیل پھلور دوابہ جالندھر میں کئی مواضعات پر قبضہ کر لیا۔ اس طرح مالدار ہو کر اس نے دربار صاحب واقع امرتسر کے پاس ایک خوبصورت بنگا تعمیر کرایا جو آج تک اس کے نام سے مشہور ہے اور اس کی اولاد کے قبضے میں ہے۔ اس کا بیٹا دیوان سنگھ اور

بٹالہ ضلع گورداسپور کا نمبردار تھا۔ اس کا بیٹا منشی دریام سنگھ پولیس انسپکٹر ہے اور ایک زمانے میں حضور وائسرائے کی خدمت میں حاضر رہنے کے لئے سپیشل ڈیوٹی پر لگایا گیا تھا۔ دریام سنگھ کا چچا سردار سرائن سنگھ کئی سال تک امرتسر میں ڈپٹی انسپکٹر پولیس رہا۔ یہ خاندان علاقے میں اچھا بارسوخ ہے اور اس کے رشتے جالندھر اور مانجھا کے بڑے بڑے گھرانوں میں بیاہے ہوئے ہیں ‫‬

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

ان کی اولاد کے پاس کچھ حقوق ہیں۔ الغرض اس طرح پر رام سنگھ جو ۱۷۵۹ء میں کروڑا سنگھیا مسل میں شامل ہوا پندرہ ہزار روپے سالانہ آمدنی کی اراضیات کا مالک بن گیا +

اس کا بیٹا سردار مہتاب سنگھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں دو سو سواروں پر کمیدان تھا جن میں سے سات سواروں کی تنخواہ جاگیر کے حق الخدمت میں وہ اپنے پاس سے دیتا تھا۔ اپنے وقت کی بہت سی لڑائیوں میں یہ شریک ہوا اور مزید اراضیات حاصل کیں مگر اپنے بھائیوں کے ساتھ پیداوار کے بارے میں لڑائی جھگڑے کرنے سے یہ اراضیات اُس کے قبضے سے نکل گئیں۔ وہ ابھی جوان ہی تھا کہ اس نے اپنی ساری ملکیت اپنے چار بیٹوں کو دیدی۔ سیوا سنگھ اور دیوا سنگھ نے موضع ویلا تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور لیا جو سرکار نے ان کی وفات پر ضبط کر لیا۔ سردار امر سنگھ نے جو اس وقت خاندان کا بزرگ ہے ضلع جالندھر کے مواضعات نوگجہ (جہاں یہ سکونت پذیر ہے) عیسیٰ پور موکھے اور مور لئے۔ ان مواضعات کا مالیہ (۲۷۰۰ روپیہ) اس کے نام اُس کی حین حیات تک ۱۶۷۰ روپیہ سالانہ بعوض خدمات جنگی سرکار کو ادا کرنے کی شرط پر دیا گیا۔ گزشتہ بندوبست میں ان چاروں گاؤں کا مطالبہ بڑھ جانے کے باعث سردار کی سالانہ آمدنی میں ۳۷۰ روپیہ کا اور اضافہ کر دیا گیا۔ مہتاب سنگھ نے اپنے گزارے کے لئے موضع ویلا میں جو ۶۰۰ گھماؤں زمین رکھ لی تھی اُس میں بھی سردار امر سنگھ کا چوتھا حصہ ہے۔ اور وہ ڈویژنل درباری ہے +

سردار امر سنگھ کا بھتیجا نرائن سنگھ موضع ویلا بھنڈراں تحصیل

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

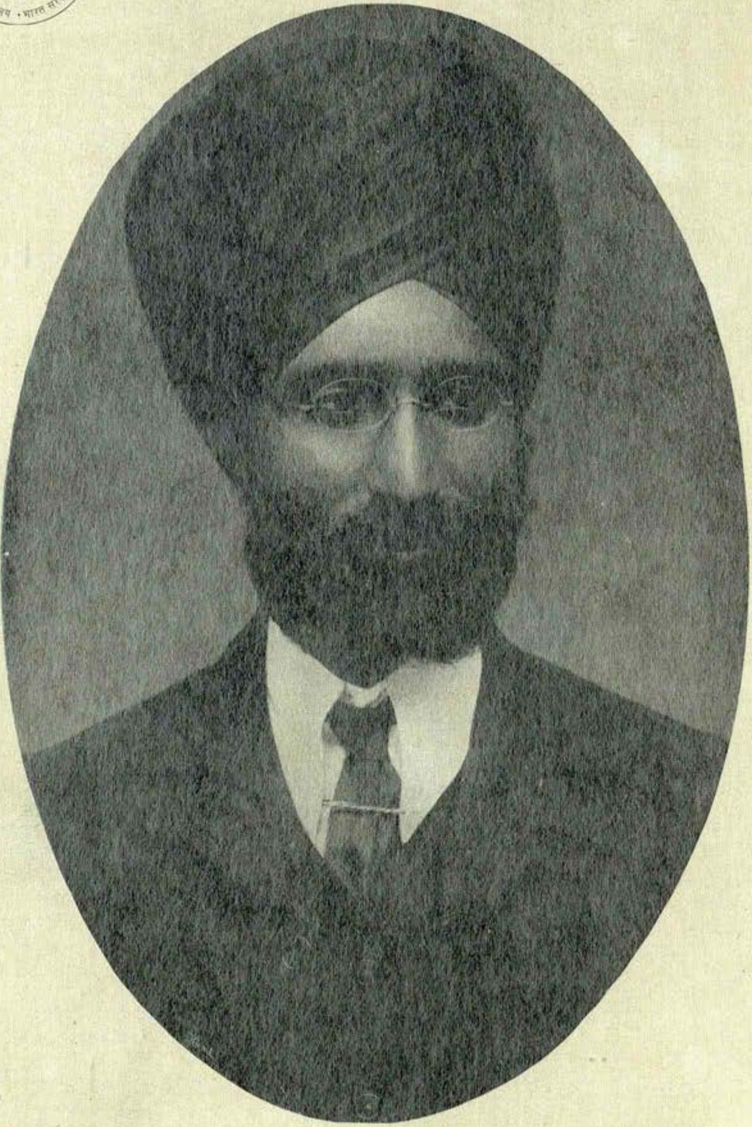

سردار دلیپ سنگھ رئیس نوگجا

Sardar Dalip Singh of Naugaja.

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

GSL

سردار دریام سنگھ رئیس نوگجا

Sardar Waryam Singh of Naugaja.

سردار رام سنگھ رئیس نوگجہ

مہتاب سنگھ
(وفات سنہ ۱۸۵۰ء)

دیوا سنگھ (وفات سنہ ۱۸۴۲ء)
سیوا سنگھ (وفات سنہ ۱۸۹۸ء)
سردار رام سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۲۸ء)
قمر سنگھ (وفات سنہ ۱۸۹۳ء)

نرائن سنگھ (وفات سنہ ۱۸۹۶ء)
نرائن سنگھ (وفات سنہ ۱۸۸۲ء)
ٹھاکر سنگھ (وفات سنہ ۱۸۶۷ء)
گوردیال سنگھ (وفات سنہ ۱۸۹۶ء)

وریام سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۲ء)
سنت سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۵۵ء)
پرتاب سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۵۰ء)

دلیپ سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۶۶ء)
اجیت سنگھ (وفات سنہ ۱۹۰۲ء)
تیج سنگھ (ولادت سنہ ۱۸۸۳ء)
دو پسران

یہ خاندان دہلی کے ایک تنوار راجپوت فیروز نامی کی اولاد میں سے ہے جو گیارہ پشتیں ہوئیں پنجاب میں آوارہ گردی کرتا ہوا موضع کھوکھووال ضلع امرتسر میں آباد ہوا۔ یہ گرد و نواح کے جاٹوں سے ہل مل گیا اور اپنا حسب نسب چھوڑ چھاڑ کر رفتہ رفتہ بھنڈر جاٹ بن گیا۔ یہ اور اسکے سسرال والے کھوکھووال کے اِردگرد کے اُنیس گاؤں کے مالک بن گئے۔ فیروز کو ضلع گورداسپور میں اکبر بادشاہ نے تین گاؤں جاگیر میں دئے جو آٹھ پشت تک اس کی اولاد کے پاس رہے۔ اس خاندان کا دوسرا مشہور آدمی رام سنگھ تھا جو دھاڑوی مشہور ہوا۔ اس نے ایک اور لٹیرے بھگیل سنگھ نامی کے ساتھ مل کر اضلاع جالندھر گورداسپور اور امرتسر میں دس مواضعات پر قبضہ کرلیا جن میں سے بعض مواضع میں اب تک

ضلع سیالکوٹ کی لڑکی سے ہوئی تھی اس کا ۱۸۸۹ء میں انتقال ہوا۔ اسکے لڑکے بھگوان سنگھ کی شادی مرحوم سردار ٹھاکر سنگھ سندھیانوالیہ کی لڑکی سے ہوئی جو پانڈی چری میں جلاوطنی کی حالت میں مرا۔ بھگوان سنگھ ۱۸۹۷ء میں فوت ہوا اور دو لڑکے گوربچن سنگھ اور گورچرن سنگھ چھوڑے وہ اب کورٹ آف وارڈز کے سپرد ہیں۔ اوّل الذکر خالصہ کالج امرتسر میں اور دوسرا جالندھر ہائی سکول میں تعلیم پاتا ہے۔ ان کی آمدنی قریباً ۳۲۴۷ روپیہ سالانہ ہے۔ سردار پرتاب سنگھ کا بیٹا اچھر سنگھ موجودہ سردار رچھپال سنگھ رئیس بھاگووال ضلع گورداسپور کے ہاں بیاہا ہوا ہے۔ اور علاوالپور کا ذیلدار ہے ❊

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر جالندھر نے ان دونوں بھائیوں کے حق میں اُن احکامات کی نظرثانی کے لیئے جن کے رو سے خاندانی جاگیر کا حقیت جیات کی پنشن سے تبادلہ کیا گیا تھا سفارش کی جو اسی سال سکرٹری آف سٹیٹ نے منظور کرلی۔ اسکے رو سے سرداران پرتاب سنگھ اور اجیت سنگھ کی نقد پنشن موضع علاولپور کے ۱/۲ حصہ کی جاگیر سے جس کی آمدنی پچھلے بندوبست میں ۲۰۰۰ روپیہ سالانہ تشخیص ہوئی تھی بدل دی گئی اور یہ قرار پایا کہ سرداران مذکور کی وفات کے بعد یہ جاگیر اچھل سنگھ کے صلبی نرینہ وارثوں کے نام جاری ہوتی رہے گی ؛

سردار اجیت سنگھ اپنے بھائی پرتاب سنگھ کی نسبت جو عام کاموں میں بہت حصہ لیتا تھا زیادہ مشہور تھا۔ ۱۸۷۸ء میں یہ علاولپور میں سب رجسٹرار اور ۱۸۸۱ء میں آنریری مجسٹریٹ مقرر ہوا۔ حضور وائسرائے کی سند مجریہ ۱۸۸۸ء کے رُو سے اسے خطاب سردار بہادر عطا کیا گیا۔ اس کی نمک حلالی اور دیانتداری کی وجہ سے ہر ایک افسر جسکا کہ تعلق ضلع جالندھر سے رہا اس کی عزت کرتا رہا اور ایک منصف مزاج مجسٹریٹ ہونے اور اپنی دریادلی اور فیاضی کی وجہ سے یہ گرد و نواح کے لوگوں میں ہر دلعزیز تھا۔ پرتاب سنگھ اور سردار بہادر اجیت سنگھ دونوں باری بھتے تھے؛

سردار پرتاب سنگھ جو ۱۸۹۴ء میں فوت ہوا سردار بھوپ سنگھ مرحوم رئیس روپڑ کی لڑکی کے ساتھ بیاہا ہوا تھا جس نے اپنی لڑکی کو جہیز میں ایک گاؤں دے رکھا تھا۔ مگر سردار بھوپ سنگھ کی جاگیر کی ضبطی کے موقع پر اس لڑکی کو موضع مذکور کے بدلے میں ۲۰۰ روپیہ سالانہ کی پنشن دے دی گئی۔ سردار اجیت سنگھ کی شادی جے سنگھ رئیس سنگھترہ

GSL

میں تقسیم ہوگئی اس طرح سے جو دو حصے ہوئے ان کو جاگیر علاول پور اور جاگیر دھوگری کہتے ہیں اور دونوں تحصیل جالندھر میں ہیں۔ سردار کشن سنگھ تو لڑائی میں کوہاٹ کے مابین ۱۸۱۹ء میں مارا گیا۔ اس کا لڑکا نابالغ رہ گیا جس کی کمسنی سے یہ فائدہ اُٹھایا گیا کہ اس کے ورثے کی جاگیرات دھوگری ہمت سنگھ کے بھتیجے سردار رام سنگھ کے نام جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کا ایک منظورِ نظر جرنیل تھا کر دی گئیں۔ جب رام سنگھ نے اضلاع لاہور اور گجرات کی افواج کی کمان لی تو اسے جاگیرات ڈھوگری کے تبادلے میں اسی مالیت کی جاگیر ضلع گورداسپور میں دے دی گئی جو عالم سنگھ ولد رام سنگھ کی وفات پر ضبط ہوگئی۔ اس طرح خاندان کے قبضہ میں جس کا بزرگ اچھل سنگھ تھا صرف علاولپور ہی رہ گیا۔ الحاق کے موقع پر اچھل سنگھ کی جاگیر میں سے ۸۰ سواروں کی تنخواہ کے برابر رقم وضع کر کے باقی ماندہ گورنمنٹ کے حکم مجریہ ۱۸۴۷ء کے رو سے اس کے نام بحال کر دی گئی۔ پھر جو اس کے پاس یہ باقی ماندہ ساڑھے چھ گاؤں رہے بندوبست قانونی میں ان کی جمع ۹۱۸۰ روپیہ تشخیص ہوئی اور یہ آمدنی اچھل سنگھ اپنی وفات تک جو ۱۸۵۷ء میں واقع ہوئی وصول کرتا رہا۔ اسکے مرنے کے بعد یہ جاگیر ضبط ہوگئی اور ۳۰۰۰ روپیہ کی کل پنشنیں اس کی بیواؤں اور لڑکوں کو دی گئیں۔ ایام غدر میں دونوں بھائیوں پرتاب سنگھ اور اجیت سنگھ نے سرکار کو امداد دینے میں مستعدی دکھائی اُنہوں نے پانچ سوار اور دس پیادے دئے اور اپنی ذاتی خدمات بھی پیش کی تھیں لیکن ان کی ضرورت نہیں پڑی۔ ۱۸۶۴ء میں مسٹر ڈی جی بارکلے

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

ستلج کی ریاستیں سرکار انگریزی کی حفاظت میں لی گئیں ریاست نابھہ کا وکیل تھا۔ اس کی خدمات کے صلہ میں راجگان پٹیالہ اور جیند نے اسے ۲۰۰۰ روپیہ سالانہ کی مالیت کی اراضیات عطا کیں۔ ۱۸۱۲ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اسے نابھہ چھوڑنے اور اپنا وزیر بن جانے کی ترغیب دی۔ چنانچہ وہ مرتے دم یعنی ۱۸۲۶ء تک اس کا وزیر رہا۔ اسے اور اس کے چار بھائیوں کو علاقہ علاول پور واقع ضلع جالندھر جو ۱۸۱۲ء میں پٹھانوں سے چھینا گیا تھا اور جس کی آمدنی ایک لاکھ بیس ہزار روپے تھی عطا کیا گیا تھا۔ بعد ازاں یہ جاگیر بڑھتی رہی یہاں تک کہ کُل مقبوضات کی آمدنی تین لاکھ روپے سالانہ تک پہنچ گئی۔ ہمت سنگھ کو ستلج کے جنوبی جانب دو مواضعات سردار فتح سنگھ اہلووالیہ موجودہ راجہ کپورتھلہ کے ایک بزرگ نے بھی عطا کئے۔ یہ دونوں مواضعات اب ضلع لودھیانہ میں ہیں اور ہمت سنگھ کے ایک پوتے بساوا سنگھ کی بیوہ کو ان میں سے ایک گاؤں میں تھوڑی سی زمین بطور معافی ملی ہوئی تھی ہمت سنگھ کا خلف اکبر سردار البیل سنگھ اس کی حین حیات ہی میں رنجیت سنگھ کی طرف سے لڑتا ہوا ۱۸۲۵ء میں دریائے جہلم کے کنارے پر مارا گیا۔ مہاراجہ نے ۵۰۰ روپیہ خرچ کرکے اس کی سمادھ بنوائی اور اس کے اخراجات شکست و ریخت کے لئے ایک ٹکڑہ زمین بطور معافی دیدیا۔ ۱۸۲۹ء میں سردار ہمت سنگھ کی وفات پر مواضعات علاولپور جن کی آمدنی ۶۰۰۰ روپیہ سالانہ تھی خدمات کے لئے ۱۸۰ سوار دینے کی شرط پر اس کے ورثاء کے نام جاری رکھے گئے۔ ۱۸۳۲ء میں جاگیر مذکور ہمت سنگھ کے چھوٹے لڑکے کشن سنگھ اور پوتے اچھل سنگھ

سردار اچھر سنگھ جلاوالیا رئیس علاول پور

گلاب رائے

- ۱ ہمت سنگھ (وفات ۱۸۲۹ء)
  - ۱ البیل سنگھ (وفات ۱۸۲۵ء)
    - اچھل سنگھ (وفات ۱۸۵۶ء)
      - ۱ سردار پرتاب سنگھ (وفات ۱۸۹۴ء)
        - ۱ سردار اچھر سنگھ (ولادت ۱۸۷۵ء)
          - سنت پرکاش (ولادت ۱۸۹۹ء)
        - ۲ جوالا سنگھ (ولادت ۱۸۸۱ء)
          - ۱ مہندر سنگھ (ولادت ۱۹۰۲ء)
          - ۲ ہردیال سنگھ (ولادت ۱۹۰۷ء)
      - ۲ سردار بہادر سردار اجیت سنگھ (وفات ۱۸۸۹ء)
        - بھگوان سنگھ (وفات ۱۸۹۷ء)
          - ۱ گوربچن سنگھ (ولادت ۱۸۹۱ء)
          - ۲ گورچرن سنگھ (ولادت ۱۸۹۵ء)
  - ۲ کشن سنگھ (وفات ۱۸۴۱ء)
    - بساوا سنگھ (وفات ۱۸۵۸ء)
- چار دیگر پسران

چودھری گلاب رائے جو کہ موضع ماہل پور ضلع ہوشیار پور کا بینس جٹ تھا۔ سکھوں کے ساتھ صوبہ سرہند کی فتح واقعہ ۱۷۵۹ء میں شامل رہا۔ اور اپنے لئے موضع جلا حاصل کر لیا جس کے نام پر اس خاندان کا نام جلاوالیا یا جلاواسیا پڑ گیا ہے۔ بعد ازاں اس نے فرمانروائے نابھہ کی اطاعت قبول کر لی جس نے موضع جلا و دیگر مواضعات کو جن پر گلاب رائے نے قبضہ کر رکھا تھا خود اپنی ریاست میں ملا لیا۔ اس کا لڑکا ہمت سنگھ اس عہد و پیمان کے موقع پر جسکے رو سے این روے

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA
GSL

سردار اچھر سنگھ جلا والیہ رئیس علاول پور

Sardar Achhar Singh Jalawalia of Alawalpur

سردار اچّل سنگھ جلاوالیہ رئیس علاول پور

Sardar Achhal Singh Jalawalia of Alawalpur

سردار بھاگ سنگھ کا لڑکا تھا۔ اُسکی بیوگان کو ۱۲۰۰ روپیہ سالانہ پنشن ملتی ہے اور اُن میں سے ایک شاہ کوٹ کی نمبردار ہے۔ خاندان کی جاگیر شاہ کوٹ۔ ڈھنڈووال اور بائیس اور مواضعات میں ہے اور اس کی مالیت ۱۰۲۸۴ روپیہ سالانہ ہے ٭

سردار پرتاب سنگھ ڈھنڈووال کی شادی سردار خوشحال سنگھ رئیس دیالپور واقعہ ریاست پٹیالہ کی لڑکی سے ہوئی۔ اس کا داماد سردار گوردت سنگھ رئیس تھلہ نائب تحصیلدار تھا ٭

سردار گوربخش سنگھ کچھ عرصہ شاہپور کا سب رجسٹرار رہا اور سنہ ۱۸۹۱ع میں فوت ہوا۔ اس کا لڑکا دلیپ سنگھ جس کا انتقال سنہ ۱۹۰۸ع میں ہوا نائب تحصیلدار ہونے کے علاوہ شاہ کوٹ کا ذیلدار بھی تھا۔ دلیپ سنگھ کا پوتا کشن سنگھ اب اوّل الذکر کی جگہ ذیلدار ہوا ہے اور اسے سردار کا خطاب عطا کیا گیا ہے۔ وہ تین مواضعات کا نمبردار اور ڈویژنل درباری ہے۔ اس کا چھوٹا بھائی اودے سنگھ عہدۂ نائب تحصیلداری کا منظور شدہ اُمیدوار ہے ٭

سردار مت سنگھ ڈھنڈووال خاندان کی دونوں شاخوں کا بزرگ تھا۔ وہ اور اس کے دونوں چچیرے بھائی پرتاب سنگھ ڈھنڈووال اور نہال سنگھ شاہکوٹیہ ڈویژنل درباری تھے۔ مت سنگھ دو نابالغ لڑکے بلند سنگھ اور منگل سنگھ چھوڑ کر سنہ ۱۹۰۷ع میں فوت ہوا ٭

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

GSL

سردار امرت سنگھ مرحوم رئیس ڈھنڈووال

سرداران شاہ کوٹ اور ڈھنڈووال بدیچہ جاٹ ہیں اور امریکا ساکن موضع دھیان پور ضلع امرت سر کی اولاد سے ہیں۔ قریباً ایکسو پچاس سال کا عرصہ گزرا کہ امریکا موضع کانگ میں آباد ہوا اور اپنے نانا کی جائداد میراث میں پائی۔ امریکا کے لڑکے سُجان سنگھ (جو نکودر کی فتح کے موقع پر مارا گیا) مان سنگھ اور دان سنگھ نے تارا سنگھ کے گروہ میں شامل ہوکر کچھ مواضعات شاہ کوٹ باپارائے اور رائے پور بھیّا تحصیل نکودر کے قریب اور کچھ دھرم کوٹ۔ میری اور تیہارا کے پاس جو دریائے ستلج کے جنوب کی طرف ہیں حاصل کئے۔ دلاوالا مسل کے ٹوٹنے پر معلوم ہوتا ہے کہ دان سنگھ کی اولاد بالکل غارت ہوگئی مگر سُجان سنگھ اور مان سنگھ کی اولاد کے قبضے میں شاہ کوٹ اور دھرم کوٹ کا کچھ حصہ رنجیت سنگھ کی اطاعت قبول کر لینے کی وجہ سے رہ گیا۔ سرکار انگریزی نے اُن سواروں کے عوض جو جاگیر کے عوض انہیں خدمتگزاری کے لئے دینے پڑتے تھے دھرم کوٹ کی جاگیریں ضبط کرلیں اور شاہ کوٹ کا حصہ رہنے دیا۔ ۱۸۵۷ء میں یہ عطیہ فوجداری جاگیر سے بدل دیا گیا۔ دان سنگھ کا خاندان شاہ کوٹ میں آباد ہے جہاں اُن کے قبضے میں کچھ اراضی ہے۔ سُجان سنگھ کی اولاد بھی یہیں رہتی ہے اور مان سنگھ کی ڈھنڈووال میں سکونت پذیر ہے۔ سردار نرائن سنگھ ذیلدار شاہ کوٹ سردار گوربخش سنگھ کا بیٹا ہے جو سُجان سنگھ کا پڑپوتا تھا۔ سردار بھوپ سنگھ مان سنگھ کے خلف اکبر

421

421

سردار امرت سنگھ مرحوم رئیس ڈھنڈووال

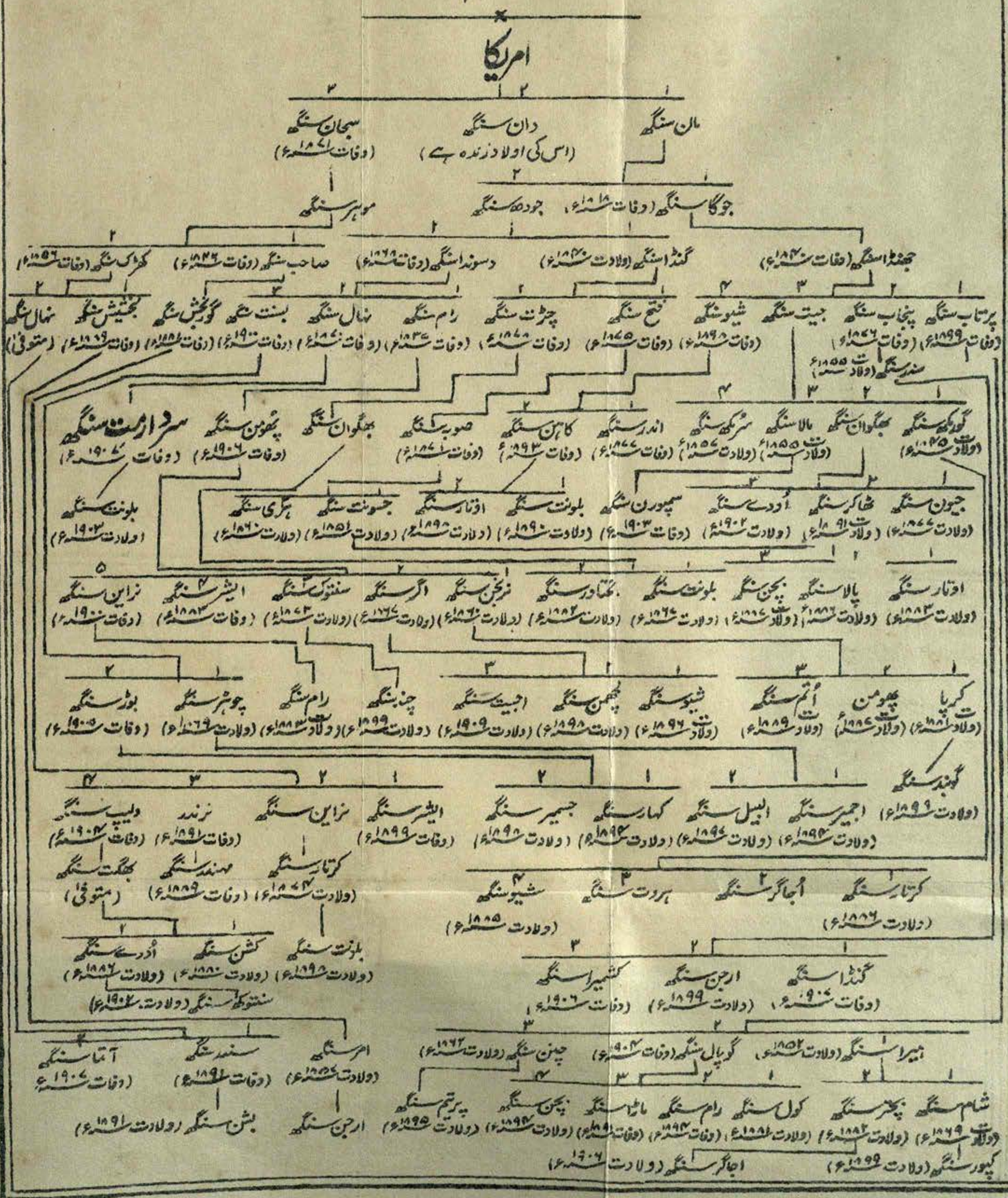

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

سردار اُدے سنگھ رئیس شا

Ude Singh of Shahpur

سنتوکھ سنگھ

Santokh Singh

سردار کشن سنگھ رئیس شاہ پور

Sardar Kishan Singh of Shahpur

ٹوٹ جانے پر یہ پھر زمینداری کرنے لگا۔ الحاق پنجاب کے وقت ان
گاؤں میں سے چار گاؤں ۲۳ سواروں کی خدمات کے عوض جو لینے
بند کردئے گئے تھے ضبط کر لئے گئے۔ پھر ۱۸۵۸ء میں جبکہ فوجداری
جاگیرات پر نظرثانی ہو رہی تھی یہ فیصلہ ہوا کہ مواضعات اسور اور فتح پور
کی جاگیر جو اُسے باخذ ۶۷۰ روپیہ سالانہ نذرانہ جین حیات کے لئے
ملی ہوئی ہے دیال سنگھ کی وفات کے بعد ضبط ہو جانی چاہئے۔ مگر
چھ مواضعات جن کا کل مالیہ ۷۵۰۰ روپیہ تھا نصف نذرانہ کی شرط پر
سردار دیال سنگھ اور اُس کے نرینہ وارثان صلبی کو مستقل طور پر دیدیا گیا۔
سردار ہرنام سنگھ مرحوم ۱۸۶۳ء میں اپنے دادا کی وفات پر نابالغ تھا۔
اس نے انبالہ وارڈز سکول میں تعلیم پائی اپنے علاقہ کا ذیلدار اور آنریری
مجسٹریٹ تھا اُس جاگیر کے علاوہ جس کا ذکر کیا گیا ہے اسکے قبضے میں
۷۵۰ گھماؤں زمین موروں کی اور ۷۰۰ گھماؤں انبالہ کے ضلع کے ایک
موضع میں بھی تھی جن کی آمدنی قریباً ۴۰۰۰ روپیہ سالانہ تھی۔ اس کی
شادی سردار نرندرا سنگھ رئیس سرد اہیری ضلع انبالہ کے خاندان میں
ہوئی تھی۔ اس کی وفات ۱۸۹۳ء میں ہوئی +

ہرنام سنگھ کا لڑکا بلونت سنگھ موجودہ سردار ذیلدار اور آنریری مجسٹریٹ
ہے اور اسکی آمدنی قریباً ۶۰۰۰ روپیہ سالانہ ہے اسکی شادی سردار عطر سنگھ
رئیس پٹیالہ کے خاندان میں ہوئی ہے۔ اور اس نے اور اس کے
بھائی شیو نرائن سنگھ دونوں نے ایچیسن کالج لاہور میں تعلیم پائی ہے +

ضلع ...

سردار بلونت سنگھ رئیس موروں

سہاج سنگھ

البیل سنگھ

سردار دیال سنگھ
(وفات ۱۸۶۸ء)

کرنیل فتح سنگھ
(وفات ۱۸۶۷ء)

سردار ہرنام سنگھ
(وفات ۱۸۹۳ء)

۱ سردار بلونت سنگھ
(ولادت ۱۸۸۳ء)

۲ شو نرائن سنگھ
(ولادت ۱۸۸۵ء)

دھنونت سنگھ
(ولادت ۱۸۹۹ء)

سردار بلونت سنگھ رئیس موروں تحصیل پھلور ضلع جالندھر بھنگو جٹ سکھ ہے ؂

اس خاندان کا مورث اعلےٰ سہاج سنگھ رئیس لکھووال ضلع امرتسر تھا جو ۱۷۹۵ء میں دوآبہ جالندھر میں آیا اور پھگواڑہ اور ستلج کے ۴۴ مواضعات لے لئے جن کی آمدنی ۲۰۰۰۰ روپیہ تھی۔ اس کے پوتے دیال سنگھ کے نام مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ان گاؤں میں سے ۱۲ کا قبضہ اس شرط پر جاری رکھا کہ وہ ضرورت کے وقت ۲۳ سوار خدمت کے لئے دیا کرے۔ دیال سنگھ کا لڑکا فتح سنگھ سکھوں کے توپخانے میں کرنیل ہوگیا مگر سکھوں کی فوج

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

سردار شیو نرائن سنگھ رئیس موروں

S. Sheo Narayan Singh of Moron

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

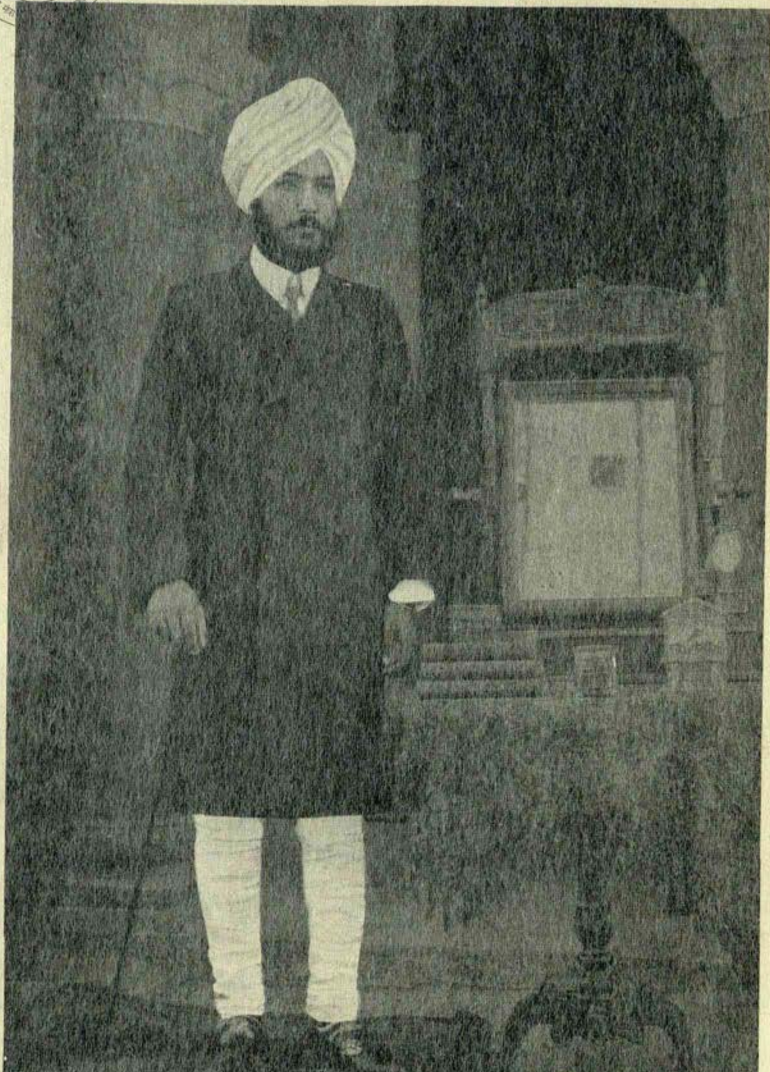

سردار بلونت سنگھ رئیس موروں

Sardar Balwant Singh of Moron

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر پنشنر کی مدد سے کرتا ہے اس کی آمدنی جاگیروں - معافیات - اراضی کے مفاد - مکانوں کے کرائے - میلوں کے چڑھاوے اور متفرق ذرائع سے ۵۹۰۰ روپیہ ہے - گورو کے آتما سنگھ اور سرودل سنگھ دو لڑکے ہیں - اور وہ پراونشل درباری ہے*

* یہ تواریخ لکھی جارہی تھی کہ گورو نونہال سنگھ اچانک اکتوبر ۱۹۰۸ء میں مرگیا*

GSL

کردیا کیونکہ ان سے مزارعان کو بڑا سخت نقصان پہنچتا تھا۔ سادھو سنگھ کی جاگیر میں گھٹا کر ۱۹۶۶۴ روپیہ کی کردی گئیں جن میں سے ۱۰۸۴ روپیہ کی جاگیر ایک چوتھائی معاوضہ خدمات کی ادائیگی کی شرط پر خاندان میں علے الدوام کردی گئی۔ دوران غدر میں گورو کا برتاؤ ایسا ہی رہا جیسا کہ سرکار کی خواہش تھی۔ اور سرکار انگریزی نے اسکے صلے میں گورو کی وفات کے دو سال بعد ۱۸۶۱ء میں علے الدوام جاگیر کا معاوضہ خدمات معاف کردیا +

سادھو سنگھ کے بعد اُس کا بیٹا جواہر سنگھ جانشین ہوا جو عیاش اور بدچلن آدمی تھا۔ وہ اپنے کاروبار سنبھالنے کے قابل نہ رہا اور گورنمنٹ کو جائداد کو بالکل برباد ہونے سے بچانے کے لئے مجبوراً دست اندازی کرنی پڑی۔ ۱۸۸۷ء میں جائداد کا انتظام صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع جالندھر کے سپرد کیا گیا اور ۱۶۴۰۰۰ روپیہ بطور قرضہ نہایت قلیل شرح سود پر ضروری قرضوں کی ادائیگی کے لئے دیا گیا +

اس نے ایک لڑکا یعنی موجودہ گورو نونہال سنگھ چھوڑا جو اس کی وفات کے ایک سال پہلے پیدا ہوا۔ نونہال سنگھ نے صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع جالندھر کی زیر نگرانی رہ کر انگریزی۔ فارسی۔ گورمکھی اور اُردو کی اچھی تعلیم حاصل کی۔ ۱۹۰۲ء میں جاگیر کے کورٹ آف وارڈز کے انتظام سے نکلنے کے بعد اس نے ۱۰۰۰۰ روپیہ ہسپتال میں چندہ دیا جو جالندھر میں ملکہ معظمہ آنجہانی کی یادگار میں بنایا گیا ہے نیز قریباً ۲۰۰۰۰ روپیہ مختلف خیراتی کاموں میں صرف کیا۔ یہ اپنی جائداد کا انتظام اپنے سکرٹری پنڈت ہری کشن

ڈھیر سے دبا دیا اور اس موقع پر ایک مسجد بنا دی۔ کئی سال بعد سنہ ۱۸۳۴ء میں مہاراجہ رنجیت سنگھ بیمار پڑا اور خواب میں دیکھا کہ اُس وقت تک اچھا نہ ہوگا جب تک سری گورو ارجن جی کی باؤلی صاحب میں غسل نہ کریگا مگر کوئی نہ جانتا تھا کہ سری گورو ارجن جی کی باؤلی کونسی تھی اور کہاں تھی آخر کار ایک گل فروش نے پیش ہو کر بیان کیا کہ اُس نے اپنے باپ سے سُنا تھا کہ قاضیوں والی مسجد سری گورو ارجن جی کی باؤلی کے کھنڈرات پر بنائی گئی تھی چنانچہ یہ مسجد فوراً برباد کردی گئی اس کے نیچے سے وہی کنوآں مل گیا جس کی تہ میں سری گورو ارجن جی کے نوکروں کی ہڈیاں زنجیروں میں بندھی ہوئی برآمد ہوئیں۔ چنانچہ کنوئیں کو صاف کیا گیا اور مہاراجہ نے غسل کر کے صحت حاصل کی اور حکم دیا کہ ہر ایک نوکر سرکار ایک دن کی تنخواہ ادا کرے اس طرح سے ۷۰۰۰ روپے جمع ہوئے جو باولی صاحب کو اپنی اصلی شان و شوکت پر بحال کرنے کے لئے لگائے۔ لاہور کے اس بازار کی دکانیں جسے اب ڈبی بازار کہتے ہیں کرتارپور کے گوروؤں کو دی گئیں تاکہ وہ انکی آمدنی باؤلی کی شکست و ریخت پر لگایا کریں۔ ان دکانوں کی ۲۰۰۰ روپیہ سے زیادہ آمدنی ہے اور سرکار انگریزی نے یہ عطیہ خاندان کے نام جاری رکھا ہے ؏

جب دوآبہ جالندھر سنہ ۱۸۴۵-۴۶ء میں انگریزوں نے لیا تو گورو سادھو سنگھ کی اراضیات کی آمدنی ۶۳۰۰۰ روپیہ تخمینہ کی گئی تھی۔ اسکے پاس بعض گاؤں اجارہ پر تھے جن کی آمدنی ۵۰۰۰ روپیہ سالانہ تھی لیکن سرکار انگریزی نے ان اجاروں کو اپنے عہد حکومت میں منسوخ

GSL

۱۷۰۶ء میں بڑی بیرحمی سے تہ تیغ کئے گئے۔ اور وہ خود اپنے
دو باقی ماندہ بیٹوں کے قتل کے دو سال بعد دریائے گوداوری کے
کناروں پر جلاوطنی کی حالت میں پھرتے ہوئے مارے گئے +
سری گورو گوبند سنگھ جی آخری روحانی گورو تھے۔ انکے تائے
کے لڑکے دھیرمل کا ذکر جو کرتارپور کے خاندان کا بزرگ تھا آگے
کیا گیا ہے۔ وہ ایک بہادر اور حریص شخص تھا۔ اور اس نے دوآبہ
کی اراضیات پر جن کی آمدنی ۵۰۰۰، روپیہ سالانہ تھی قبضہ کر لیا تھا۔
اس کے قریبی جانشینوں نے بہت سے گاؤں آباد کئے۔ گورو سادھو سنگھ
جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے تمام عہد حکومت میں اس ملکیت پر قابض رہا
بسا اوقات اپنے پڑوسی کپورتھلہ کے اہلو والیوں سے لڑتا رہا اور
مہاراجہ رنجیت سنگھ جس کی سوڈھیوں پر خاص نظر عنایت تھی اہلو والیوں
کو دبائے رکھتا تھا۔ سادھو سنگھ کی اِس روئے ستلج کی ریاستوں کے
رؤسا سے بھی بنی ہوئی تھی چنانچہ اس کو راجگان پٹیالہ جیند اور نابھہ
سے بڑی بڑی جاگیریں اور وقتاً فوقتاً تحفہ تحائف ملتے رہتے تھے۔
مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اسے وہ مکانات اور باغات دئے جو شہر لاہور
کی باؤلی صاحب کے ساتھ تھے جن کی اب تک معقول آمدنی ہے۔
بیان کیا جاتا ہے کہ یہ باؤلی یا کنواں مع اُس چوبارے کے جو اسکے
اوپر بنا ہوا ہے اصل میں سری گورو ارجن صاحب کا قیام گاہ تھا مگر ایک
موقع پر ان کی غیر حاضری میں لاہور کے قاضیوں نے جو نئے مذہب
کے اصولوں سے زِچ آ گئے تھے اس جگہ کو لوٹ لیا اور سری گورو
ارجن کے نوکروں کو کنوئیں میں پھینک کر ویران شدہ عمارت کے

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

کرتارپور میں ہے اور گورو کے مکان کے شیش محل میں عوام الناس کے زیارت کرنے کے لئے ہر سنکرانت کے موقع پر نکالی جاتی ہے اور چڑھاوا جو معتقد لوگ چڑھاتے ہیں گورو کی آمدنی کی بڑی رقم ہے۔ گورو سادھو سنگھ نے ۱۸۶۱ء میں اپنی وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے اس کی نہایت خوبصورت نقل تیار کرکے ملکہ معظمہ آنجہانی کی خدمت میں پیش کی تھی جنہوں نے کمال عنایت سے اس تحفہ کو قبول کیا اور حضور ممدوحہ کا شکریہ گورو مذکور کو سکرٹری آف سٹیٹ کی چٹھی کے ذریعے پہنچایا گیا۔

سری گورو ارجن صاحب کے بعد ان کا صاحبزادہ سری ہرگوبند صاحب جو ایک جنگجو سکھ تھے جانشین ہوئے اُنہوں نے اپنے معتقدین کو مسلح کیا اور اس طرح ایک جنگی سرغنہ بن گئے۔ جہانگیر نے انکو قید کر دیا مگر وہاں سے رہا ہو کر انہوں نے پھر مقامی ناظموں کو جن کی حکومت سے ان کو نفرت تھی تنگ کرنا شروع کیا۔ سکھ لوگ انکو فوق العادت بہادر سمجھکر پرستش کرتے تھے اور انکے دلیرانہ عہد میں سکھوں کا مذہبی جوش غایت درجہ تک پہنچ گیا تھا۔ اس کے بعد سری گورو گوبند سنگھ صاحب جی قابل ذکر گورو ہوئے ہیں یہ سترھویں صدی کے اخیر زمانے کے قریب سر سبز ہوئے اور پوہل کی رسم جاری کی جو سکھ بننے والے اُمیدوار کو خالصہ یا برگزیدہ لوگوں میں شامل کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ اُنہوں نے ذاتوں کا امتیاز دُور کر دیا اور اعلان کر دیا کہ جنگ ہی انسان کا سب سے اچھا شغل ہے مگر ان کی ذات خاص کے لئے یہ شغل بڑا نقصان دہ ثابت ہوا کیونکہ ان کے دو لڑکے تو ۱۷۰۵ء میں چام کور کی لڑائی میں مارے گئے اور دو پکڑے لئے گئے اور مسلمان ناظم سرہند کے ہاتھوں سے

CSL

بیان کرتے ہیں کہ اصلی کتاب دریائے بیاس سے کبھی نہیں نکالی گئی
اور یہ کتاب جو اب دکھائی جاتی ہے صرف اصلی کا بدل رکھا ہوا ہے
مگر پکے سکھوں کا ایمان یہ ہے کہ سری گورو تیغ بہادر صاحب نے جان بوجھکر
اس کو دریا کی تہ میں رکھ چھوڑا تھا تاکہ یہ اُس وقت تک محفوظ پڑی
رہے جب تک کہ ان کا بھتیجا گورو دھیرمل اس کو صحیح سلامتی سے
حفاظت میں رکھنے کے قابل نہ ہوجاے اور یہ کہ دھیرمل نے بعدازاں
اس کو بجنسہ نکالا اور بڑی عزت کے ساتھ کرتارپور میں موجودہ مقام پر
رکھ دیا۔ موجودہ گورو کا دادا سادھوسنگھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی التماس پر
یہ کتاب سنہ ۱۸۳۰ء میں لاہور لایا اور بلحاظ اس کا متولی ہونے کے بہت
بڑی عزت حاصل کی۔ ۱۰۰ روپیہ تو اس کو روزانہ دیا جاتا تھا اور اماوس
(چاند مہینے کا اخیر) اور سنکرانت (ماہ شمسی کا شروع) کے ہر ایک تہوار وں
پر ۶۰۰ روپیہ کی مقررہ رقوم ملتی تھیں پھر ہر سال ایک قیمتی دوشالہ
اور گھوڑا مہاراجہ کی طرف سے نذر کیا جاتا تھا۔ جب کبھی کوئی بھاری
مہم درپیش ہوتی تو یہ سری گرنتھ کیمپ میں لے جایا جاتا اور سپاہی یہ
سمجھ کر کہ جب تک گورو کا بولا ہوا روح اُن میں ہے فتح اُن ہی کی ہوگی
زیادہ جانفشانی سے لڑا کرتے۔ اس طرح وہ روپیہ جو اس گرنتھ کے
سربراہ کو دیا جاتا تھا کسی طرح بھی فضول نہ جاتا یوں ہی یہ مقدس کتاب
سنہ ۱۸۶۰ء میں مہاراجہ نرندر سنگھ کو دکھانے پٹیالہ لے جائی گئی جو اسکے
حاصل کرنے کی بے فائدہ کوشش کرتا رہا۔ اُس نے اسکے متولیوں
کا ۱۵ روپیہ روزانہ وظیفہ مقرر کردیا اور اُن کو مع اس بیش بہا چیز
کے پورے تین سال ریاست میں ٹھیرائے رکھا۔ اب یہ کتاب

کے لئے بڑے امن و آسائش کی مشہور جگہ ہے *

سری گورو ارجن صاحب نے ہنم جی کے قریب ایک کنواں کھدوایا اور اس کا نام گنگاسر رکھا۔ کہتے ہیں دریاے گنگا کا پانی زمین کے اندر ہی اندر اس میں آکر پڑتا ہے اور یہ بات سری ارجن جی کے اپنے زمانے میں صاف طور پر ثابت بھی ہوگئی تھی کیونکہ اُنکے ایک چیلے نے جو ہردوار گیا تھا واپس آکر بیان کیا کہ میرا برنجی لوٹا نہاتے ہوئے دریاے گنگا میں گر گیا۔ گورو صاحب نے جواب دیا "تم کچھ فکر نہ کرو وہ یہاں گنگاسر میں مل جائیگا" نیم مشکوک چیلا رسے کے ذریعے بہت سے معتقدین کی موجودگی میں کنوئیں کے اندر اُتر گیا اور ذرا دیر میں انتہاے مسرت کے ساتھ لوٹا ہاتھ میں لئے باہر نکلا۔ جو گورو کے کہنے کے مطابق اُس کو کنوئیں کی تہ میں مل گیا تھا۔ اس زمانے سے لے کر آج تک وہ لوگ جنہیں ہردوار جانے کی استطاعت نہیں گنگاسر میں اشنان کر لیتے ہیں *

سنہ ۱۶۰۴ء میں سری گورو ارجن صاحب نے سری گورو نانک اور دوسرے سادھوؤں کے اقوال جمع کئے۔ یہ تالیف سری ادھی گرنتھ کہلاتی ہے اصلی کتاب کو جو گورو صاحب کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے تمام سکھ نہایت بیش بہا مذہبی تبرکات میں سے سمجھتے ہیں اور اس کی بڑی تکریم کرتے ہیں۔ گورو دھیر مل نے سنہ ۱۶۴۴ء میں یہ کتاب کرتارپور میں رکھی تھی لیکن وہاں سے تھوڑے عرصے بعد چُرائی گئی اور حریف سری گورو تیغ بہادر صاحب کے حوالے کی گئی جنہوں نے بیان کیا جاتا ہے کہ ارادۃً یا اتفاقیہ اسے دریاے بیاس میں گرا دیا۔ بعض کم اعتقاد سکھ

اس موضع کی اراضیات ابھی تک کرتار پور کے گروؤں کی ملکیت ہیں
نیز ترنتارن کا مذہبی امتیاز بھی سری گورو ارجن صاحب کے باعث ہوا
ہے۔ وہاں کا بڑا تالاب سری گورو ارجن صاحب ہی نے کھدوانا
شروع کیا تھا اور اُس کے پانی کو بڑی برکت بخشی تھی جس سے لوگوں
کو بہت فائدہ پہنچا۔ باور کیا جاتا ہے کہ اگر اعتقاد کے ساتھ ترنتارن کے
تالاب میں متواتر غسل کیا جاوے تو مرض جذام یقیناً رفع ہو جاتا ہے۔
۱۵۹۸ء میں سری گورو ارجن کرتار پور گئے اور وہاں اپنی چھڑی زمین
میں مضبوط گاڑ کر کہا "یہ ہمارے مذہب کی رکھشا کریگی"۔ یہ گاؤں
جو ان کی حفاظت اور حمایت میں سرعت کے ساتھ بڑھا اب بڑا قصبہ
ہے اور شاہی سڑک پر ہونے کے علاوہ جالندھر اور امرتسر کے درمیان
ریلوے لائن پر واقع ہے جہاں جانے میں کوئی دقت نہیں ہوتی اور
زیارت کرنے والے سال بھر وہاں جوق جوق جاتے رہتے ہیں۔ سری
گورو ارجن صاحب کی چھڑی جو انہوں نے وہاں گاڑی تھی ابھی تک
ہے۔ یہ صندل کی لکڑی کا ایک مضبوط لٹھ ہے جس کو تھم کہتے ہیں
اور اس قدر بھاری ہے کہ معمولی آدمی کا اسے لئے لئے پھرنا ناممکن
ہے البتہ کسی بزرگ ولی اللہ کے ہاتھ میں اس کا کچھ بھی وزن نہیں
مہاراجہ رنجیت سنگھ نے جو ہمیشہ اپنی رعایا کی مذہبی سرگرمی کو بڑھا کر
بہت خوش ہوتا تھا ۱۸۳۳ء میں سوا لاکھ روپیہ ایک نفیس عمارت
بنانے کے لئے عطا کیا جو تھم جی کہلاتی ہے اور جس میں یہ چھڑی کھڑی
ہے اور اس عمارت کی شکست وریخت کے لئے ضلع امرتسر کے موضع
فتح پور کا مالیہ بھی اسکے نام کر دیا اور اب یہ جگہ ہر ایک ملت کے جاتریوں

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

گورو نونہال سنگھ رئیس کرتارپور تحصیل جالندھر سوڈھی کھتری ہے اور سری گورو نانک صاحب جی کے دینی مرتبے کا جو مذہب خالصہ کے دس گوروؤں میں سے پہلے گورو تھے جانشین ہے۔ سری گورو نانک صاحب جی بیدی کھتری تھے۔ سری گورو رامداس صاحب جی جو سری گورو نانک صاحب کے بعد تیسرے گورو ہوئے اس سوڈھی خاندان کے مورث اعلےٰ تھے۔ مذہب خالصہ کے پہلے زمانے کی تاریخ صرف انہی گوروؤں کے کارنامے ہیں جو صرف پروہت ہی نہیں بلکہ بڑے مدبر الملک اور سپاہی بھی تھے۔ ان کا حال پہلے مفصل بیان کردیا گیا ہے اور اب انہیں کرتارپور کے خاندان سے جن کا موجودہ بزرگ نونہال سنگھ ہے ملانے کے لئے چند لفظ بیان کردینے کافی ہونگے۔

سری گورو ارجن صاحب پانچویں گورو کرتارپور کے بانی تھے ان کو شہنشاہ جہانگیر نے ۱۶۰۶ء میں اس بات کے انتقام میں مروا دیا تھا کہ اُنہوں نے شہزادہ خسرو کی بغاوت میں جو اس نے اپنے باپ شہنشاہ جہانگیر کے خلاف کی تھی حصہ لیا تھا۔ سری گورو ارجن صاحب نے امرتسر میں مندر کے لئے جگہ انتخاب کی اور وہاں تالاب کھدوانا شروع کیا جو اب دربار صاحب کہلاتا ہے۔ امرتسر پہلے چک گرو کہلاتا تھا۔ سری گورو ارجن سنگھ صاحب نے اپنے باپ کے نام پر اس کا نام رام داس پورہ تبدیل کردیا اور بعدازاں سری گورو ارجن کے نانا سری گورو امرداس کی یاد میں اس کا موجودہ نام امرتسر ہوگیا۔ سری گورو ارجن سنگھ صاحب ضلع گورداسپور میں موضع گوبندپور کی متبرک عمارات کے بھی بانی تھے جو دریائے بیاس کے داہنے کنارے پر واقع ہیں

ضلع جالندھر

CSL

ضلع جالندھر

گورو نونہال سنگھ رئیس کرتار پور

سری گورو نانک (بیدی کھتری)

سری گورو انگد (تیہاں کھتری)
(وفات ۱۵۵۲ء)

سری گورو امرداس (بھلائی کھتری)
(وفات ۱۵۷۴ء)

موہری — موہن — سری گورو رام داس (سوڈھی کھتری)
(وفات ۱۵۸۱ء)
(سری گورو امرداس صاحب کے داماد تھے)

پرتھی چند — سری گورو ارجن ناتھ (وفات ۱۶۰۶ء) — مہادیو

پرتھی چند:
مہربان
(اسکی اولاد بینا سوڈھیان ہرن پور ضلع جہلم اور سوڈھیان بوڑ اور گورو ہرسہائے ضلع فیروزپور رہیں -)

سری گورو ارجن ناتھ:
سری گورو ہرگوبند
(وفات ۱۶۴۴ء)

بابا گوردتا (وفات ۱۶۳۸ء) — آنی رائے — اٹل رائے — سری گورو تیغ بہادر — سورج مل
(اسکی اولاد انندپور ضلع ...)

سری گورو تیغ بہادر:
سری گورو گوبند سنگھ
(وفات ۱۷۰۸ء)

(۴) فتح سنگھ (۲) ججھار سنگھ (۳) زورآور سنگھ (۱) اجیت سنگھ
(... کی چمکور کی لڑائی میں مارے گئے ...)

بابا گوردتا:
گورو ہرراے — گورو دھیرمل (وفات ۱۶۷۷ء)

گورو رام راے — گورو ہرکشن

گورو بہار سنگھ — گورو رام چند

گورو نرنجن راے (وفات ۱۷۰۷ء) — کرم پرکاش — بونپاجی

گورو بکرام سنگھ (وفات ۱۷۶۰ء) — ہیرت سنگھ — نونت راے — جیون مل

گورو رام سنگھ — پہاڑ سنگھ (وفات ۱۸۱۲ء)

گورو بھربھاگ سنگھ
(وفات ۱۷۶۲ء)

خوشحال سنگھ — گورو تخت سنگھ — گورو گلاب سنگھ (وفات ۱۸۰۰ء) — گوردیال

جسونت راے — ہربنس راے

گورو سادھو سنگھ
وفات ۱۸۶۱ء

سوجیت سنگھ — گورو جواہر سنگھ
(وفات ...)

گورو نونہال
(ولادت ...)

کے ساتھ ساتھ لڑتا رہا۔ وہ سنہ ۱۸۸۴ء میں فوت ہوا ٭

رائے ہیرا چند جو اس وقت خاندان کا بزرگ ہے جاگیر پر بڑے ناموافق زمانے میں قابض ہوا کیونکہ اس کا باپ ریاست کو ۸۶ ہزار روپیہ سے زیادہ کا مقروض چھوڑ گیا تھا۔ ڈپٹی کمشنر صاحب نے جاگیر کا انتظام کورٹ آف وارڈز کے سپرد کیا اور چھوٹے چھوٹے قرضوں کی ادائگی کے لئے ۱۵۰۰۰ روپیہ کا قرض گورنمنٹ سے لیا گیا جو ادا ہو چکا ہے۔ گزشتہ چوبیس سال میں قرض کا ۴۰۰۰۰ روپیہ سے کچھ اوپر بیباق ہو گیا ہے مگر ابھی ۶۱۰۰۰ باقی ہے۔ تحصیل اُونہ کی جاگیر کی آمدنی ۷۳۹ روپیہ سالانہ ہے۔ مواضعات بہھوڑ۔ بنگڑھ۔ تکھیرا۔ کھیدپور اور بدسرہ واقع تحصیل اُونہ کی ۳۵۰۰ گھماؤں اراضی میں سب بھائیوں کے مالکانہ حقوق ہیں۔ اس زمین کا اکثر حصّہ ناقابل زراعت ہے۔ اور اس میں اکثر بن گڑھ کی جنگلی زمین ہے۔ جاگیر کی کل آمدنی بحساب اوسط قریباً ۳۸۰۰ روپیہ ہے۔ ہیرا چند ڈویژنل درباری ہے اور اس کا رائے کا اعزازی خطاب سرکاری طور پر تسلیم کیا جا چکا ہے۔ حال کا راجہ گولیر رائے ہیرا چند کی ہمشیرہ کا لڑکا ہے اور رائے ہیرا چند کی دوسری ہمشیرہ کی شادی راجہ مان کوٹیہ سے ہوئی ہے ٭

دو آبہ پر حملہ کیا تو گھٹ کر صرف چھ گاؤں رہ گئے اور ان کا قبضہ بھی اس شرط پر بحال رکھا گیا کہ آدھی جاگیر کا نذرانہ دیا جاے اور خالصہ سرکار کے لئے ۵ سوار مہیا کئے جائیں۔ لیکن رنجیت سنگھ کرم چند کے حقوق تعلقداری ہیں جن کا پہلے ذکر ہوا ہے مخل نہ ہوا۔ ۱۸۴۶ء میں سرکار انگریزی نے جب دو آبہ جالندھر کو انگریزی علاقے کے ساتھ ملحق کیا تو راے کرم چند کی جاگیر ضبط ہو گئی۔ راے عالم چند کے لڑکے رتن چند کو ۱۰۰۰ روپیہ سالانہ وظیفہ اس کے عوض ملا۔ لیکن اور جاگیرداروں کے معاملے کے ساتھ اس کے معاملے پر دوبارہ غور کیا گیا اور ۱۲۰۰ روپیہ سالانہ کی جاگیر بھوڑ۔ بن گڑھ واقع تحصیل اونہ میں خاندان کو واپس دی گئی نیز فیصلہ ہوا کہ نصف جاگیر رتن چند کی نرینہ اولاد صلبی کے نام منتقل ہوتی رہے۔ مگر واضح ہو کہ یہ جاگیر وغیرہ نقد وظیفے کی بجاے دی گئی تھی اور رتن چند کے تعلقداری حقوق بھی بحال رکھے گئے تھے جن کی آمدنی ۹۴۸۲ روپیہ تھی۔ یہ آمدنی بائیس فی صدی کے حساب سے سات گاؤں کی مالگزاری سے وصول کی جاتی تھی +

راے رتن چند نے برغبت انگریزی راج کو قبول کیا۔ انگریزی حکومت کے آغاز میں حکّام کی مدد کی اور ۴۹-۱۸۴۸ء کی پہاڑی راجاؤں کی بے سود بغاوت سے دانائی کے ساتھ بالکل الگ تھلگ رہا۔ اس بغاوت کے سبب اُس کے جسواں کے قدیم دشمنوں کی خوب دُرگت ہوئی۔ غدر کے موقع پر راے رتن چند نے پھر کھُلے دل سے بڑی وفاداری کے ساتھ سرکار کی مدد کی۔ چنانچہ اپنی برادری کے بہت سے آدمی لے کر دہلی گیا اور سارے غدر کے زمانے میں انگریزی فوج کے

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

اُس سورما بھوم چند راجہ کانگڑہ کی اولاد سے بتاتا ہے جو دیوی جوالا مکھی کا بیٹا ہے۔ کہتے ہیں کہ دیوی جوالامکھی دو طاقتور جنوں شنبھو اور نشنبھو سے لڑی اور بطور کرامت حاملہ ہوئی۔ یہ دونوں جن ستلج کی گھاٹیوں کے ضلع پسند دیوتاؤں کے مشہور دشمن تھے۔ راجہ پراگ چند نے جو اپنے جدِ امجد بھوم چند سے ۱۲۰ پشت پیچھے ہوا ہے اپنے قیام گاہ یعنی برفانی پہاڑوں سے اُتر کر جسوان دون میں ایک ریاست قائم کی۔ خاندان کے اور آدمیوں نے بھی اس کی تقلید کی۔ افسانوں کے اس زمانے کے بعد جب تاریخی دَور کا آغاز ہوا تو راجپوتوں کی بے شمار ریاستیں تھیں۔ اُن عجیب وغریب کارناموں کا جو بھوم چند کی اولاد سے سرزد ہوئے ذکر کرنا لاحاصل ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ پچھلی صدی کے آغاز میں بھی بھوم چند کی رعایا راجگان جسوان کی سخت مخالف پائی جاتی ہے جو ان کے ہمیشہ سے موروثی دشمن تھے۔ لیکن ان کو بھی اپنے سے زیادہ طاقتور رقیبوں کی اطاعت کرنی پڑی اور ۱۴۰۰ روپیہ کی مالگزاری کی جاگیر اور ستائیس مواضعات میں تعلقداری کے حقوق اُن سے منظور کرنے پڑے۔ بعد ازاں ۱۷۵۹ء میں رائے کرم چند جو اُس وقت خاندان کا بزرگ تھا سردار گوردت سنگھ سنوک گڑھئے کے ساتھ مل کر جسوانیوں سے لڑا اور اُس کو ۱۵ دیہات مال غنیمت میں سے ملے۔ ۱۸۰۳ء میں رائے کرم چند کانگڑہ کے کٹوچ راجہ سنسار چند کے ساتھ بھی اُس موقع پر شامل ہوا جبکہ راجہ نے جسوان دون فتح کیا اس لئے راجہ نے اُسے ۹ دیہات میں جاگیری حقوق اُسی کے پاس رہنے دئے۔ لیکن جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ۱۸۱۵ء میں

رائے ہیراچند رئیس بھبوڑ

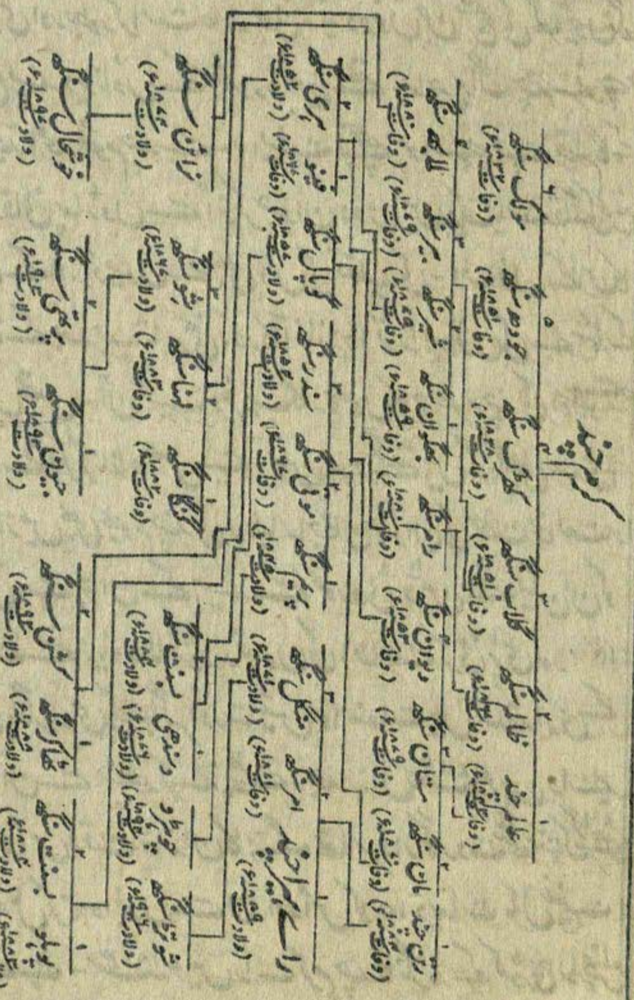

رائے ہیراچند رئیس بھبوڑ جو ذات کا راجپوت اور بانگڑھ واقع
تحصیل اونا ضلع ہوشیارپور میں رہتا ہے اپنے آپ کو عہد قدیم کے

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
GSL

اور ۱۸۹۲ء میں اس کا انتقال ہوا۔ اس کے تینوں لڑکے تو اسکی زندگی ہی میں مر چکے تھے اس لئے اس کے پوتے ہرنام سنگھ کو سردار کا خطاب ورثہ میں ملا اور پراونشل درباروں میں اس کو اپنے دادا کی جگہ ملی۔ ہرنام سنگھ آنریری مجسٹریٹ۔ میونسپل کمیٹی کا پریزیڈنٹ اور ٹکیریان کا سب رجسٹرار ہے *

سدھ سنگھ جو ۱۸۸۶ء میں فوت ہوا آنریری مجسٹریٹ اور دسوہہ کے لوکل بورڈ کا پریزیڈنٹ اور میونسپل کمیٹی ٹکیریان کا ممبر تھا۔ غدر کے موقع پر وہ دلی میں خود ایک پولیس کی جمعیت بھرتی کر کے لایا تھا۔ اور ان کا سپہ سالار بھی خود ہی رہا تھا۔ اور دیگر مواقع پر نمایاں تہور اور بہادری کر کے اُس نے نام پایا۔ وہ بعد ازاں انسپکٹر پولیس کر لیا گیا تھا لیکن ۱۸۶۳ء میں اُس نے استعفا دیدیا۔ تیسرے بھائی نادھن سنگھ نے بھی اپنے وفادارانہ رویہ سے نام پیدا کیا۔ نادھن سنگھ ۱۸۸۹ء میں فوت ہوا۔ اور اب اُس کا پوتا سردار ارجن سنگھ ڈویژنل درباری ہے *

ضلع گورداسپور کے چار دیہات میں سردار بڈھ سنگھ کی ۵۹۴۰ روپیہ مالیت کی جاگیریں تھیں۔ گورداسپور۔ پشاور اور ہوشیار پور میں اس کی ۱۶۰ گھماؤں اراضی تھی۔ علاوہ ازیں تحصیل دسوہہ کے چار دیہات میں ۹۰ گھماؤں اراضی تھی۔ ضلع گورداسپور میں سردار سدھ سنگھ کی جاگیروں کی آمدنی ۲۰۶۰ روپیہ تھی اور سردار نادھن سنگھ کی جاگیروں کی آمدنی ۱۰۰۰ روپیہ تھی۔ سردار نادھن سنگھ کے پاس معافی کی زمین بھی تھی اور ضلع ہوشیار پور میں اسے مالکانہ حقوق حاصل تھے *

CSL

۱۵۰۰ روپیہ سالانہ مالیت کی ایک جاگیر ملی اور اُسکے بھائیوں مسمیان سُدھ سنگھ اور پہان سنگھ کو علے الترتیب ۲۲۶۰ اور ۱۰۸۰ روپیہ کی جاگیریں ملیں ؛

اِس کے بعد دلیپ سنگھ کی والدہ مہارانی جنداں کو سرکار انگریزی نے جب بمصلحت قلعہ شیخوپورہ میں نظربند کیا تو اُس کی نگرانی بھی بوڑ سنگھ کے سپرد ہوئی کیونکہ سر ہنری لارنس اور سر فریڈرک کری نے جنداں کی نگرانی کا اعتبار بوڑ سنگھ ہی پر کیا تھا۔ بوڑ سنگھ کا بھائی سُدھ سنگھ اُس وقت لاہور میں مہاراجہ دلیپ سنگھ کا مصاحب تھا۔ جب مولراج کی بغاوت کے دوران میں مہارانی جنداں کو سازش کے شُبہ میں بنارس جلاوطن کیا گیا تو بہ تعمیل احکام سر رابرٹ منٹگمری بوڑ سنگھ نے لاہور اور ملتان کی سڑک پر امن قائم رکھا۔ سر رابرٹ منٹگمری بالقابہ بوڑ سنگھ کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور کئی سال بعد بھی وہ اس کو اپنی چٹھی میں یوں مخاطب کرتے ہیں "میرے دوست جس گورنمنٹ کے ماتحت آپ نے کام کیا آپ ہمیشہ وفادار اور نمک حلال رہے۔ مہاراجہ شیر سنگھ نے آپ کو آپ کی جاں نثاری کے صلے میں سردار کا خطاب دیا۔ ایام رزیڈنسی میں آپ نے ہماری گورنمنٹ کی نمک حلالی سے خدمت کی اور آپ کے خویش و اقربا ہماری فوج کی طرف سے لڑے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ تمام انگریزی حکام آپ کے ساتھ تلطُّف اور مہربانی سے پیش آیا کرینگے" ؛

سردار بوڑ سنگھ ٹکیریاں میں سکونت پذیر تھا اور وہاں کے دیہات کا سب رجسٹرار۔ ٹکیریاں میونسپل کمیٹی کا پریزیڈنٹ اور ایک زمانہ میں آنریری مجسٹریٹ تھا۔ گو یہ اپنے بھائی سُدھ سنگھ کی خاطر اس عہدے سے مستعفی ہوگیا۔ ۱۸۸۸ء میں گورنمنٹ ہند نے اسے سردار بہادر کا خطاب عطا کیا

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

کامیابی سے کئے کہ ان کے صلے میں اسے مگیریان ضلع گورداسپور کا سالم موضع - مگیریان میں تیس گھماؤں اراضی کی جاگیر اور بٹالہ اور لاہور میں مکانات عطا ہوئے جو سب اب تک بوڑ سنگھ کی اولاد کے قبضے میں ہیں - بعد ازاں اسے اُن خدمات کے صلے میں جو اس نے راجگان گلاب سنگھ اور پرتاب سنگھ کے ماتحت کشمیر میں کیں موضع باتھو تحصیل اونا ضلع ہوشیارپور عطا ہوا - اور جب جنرل پالک کابل پر چڑھائی کر رہے تھے اس موقع پر بھی بوڑ سنگھ نے انگریزی فوج کو مدد دی اور پشاور کے قریب ایک موضع میں ایک قطعہ اراضی مالیتی ۳۰۰ روپیہ سالانہ حاصل کیا - جب مہاراجہ شیر سنگھ مارا گیا تو اس موقع پر بوڑ سنگھ کے دشمنوں نے اُسے تباہ کرنے کی کوشش کی اور دربار لاہور نے اس الزام پر کہ بوڑ سنگھ نے کئی موقعوں پر روپیہ غبن کیا ہے اس سے ۱۰۰۸ روپیہ جرمانہ لے لیا - اور اُس وقت عارضی طور پر اسکی تمام جاگیریں بھی ضبط ہو گئیں - لیکن بوڑ سنگھ کے مصائب کا جلد خاتمہ ہو گیا کیونکہ سردار ہیرا سنگھ کی وفات کے بعد راجہ لعل سنگھ اور سردار جواہر سنگھ سلطنت لاہور میں با اختیار ہوئے اور انہوں نے فی الفور بوڑ سنگھ کو بحال کر کے امرتسر کا گورنر مقرر کیا اور ساتھ ہی جموں میں موضع کریم پور کی جاگیر کی مالگزاری بھی عطا کر دی - شیر سنگھ کے قتل کے بعد جو سنسنی پھیلی اُس کے دوران میں بوڑ سنگھ نے اپنے آپ کو لائق منتظم ثابت کیا اور اُن شوریدہ سروں کو کچل کر جو سکھوں کے حلقۂ اطاعت سے نکلے جاتے تھے جہلم اور راولپنڈی کے گردونواح کے علاقوں میں امن قائم رکھا - ان خدمات کے صلے میں اسے ضلع گورداسپور میں

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA

CSL

منڈے اور مکیریاں تحصیل دسوہہ ضلع ہوشیارپور اسکی جائے رہائش ہے
تقریباً ایک صدی کا عرصہ ہوا کہ بُدھا دتا اور اس کا بیٹا رُلدورام سرداران
جے سنگھ و گوربخش سنگھ کنھیا کے ساتھ جن کے سپرد مکیریان کا تعلق تھا
شامل ہوئے - اور ان کی عمدہ خدمات کے صلے میں موضع دھاوا ضلع
گورداسپور عطا ہوا - گوربخش سنگھ کی بیوہ رانی سدا کور نے مہاراجہ رنجیت سنگھ
کی ساس ہونے کی وجہ سے سکھوں کی تاریخ میں نمایاں حصّہ لیا -
مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد رلدورام رانی سدا کور کی ملازمت
میں مکیریان کا کاردار رہا اور رانی نے امرتسر میں اسے ایک مکان
دیا جو آج تک خاندان کے قبضے میں ہے - مہاراجہ شیر سنگھ سدا کور کی
لڑکی رانی ماہتاب کور کے بطن سے مکیریان میں پیدا ہوا - اور اُسکی
پرورش رلدورام کے سپرد ہوئی - لیکن بعد میں مہاراجہ رنجیت سنگھ
رلدورام سے ناراض ہو گیا کیونکہ جب مہاراجہ کی سدا کور سے ناچاقی
ہوئی تو رلدورام سدا کور کا طرفدار ہو گیا - ناچار رلدورام کو بدنی ضلع
لدھیانہ کی طرف فرار ہونا پڑا اور ستلج کے شمال کی سب جاگیریں
مہاراجہ نے ضبط کر لیں - لیکن تھوڑا ہی عرصہ بعد رلدورام کو معافی
دی گئی اور وہ اپنے لڑکے بوڑ سنگھ کو لے کر لاہور میں مہاراجہ کے
پاس حاضر ہوا - رلدورام کا یہ بیٹا بوڑ سنگھ تو رانی ماہتاب کور کا مصاحب
مقرر ہوا اور اس کے دوسرے لڑکوں کو بھی بتدریج راجہ شیر سنگھ
اور راجہ پرتاب سنگھ کے اردلیوں میں جگہ مل گئی - رلدورام کا ایک لڑکا
مسمی بُدھ سنگھ ۱۸۴۳ء میں مہاراجہ شیر سنگھ کے ساتھ قتل ہوا - بوڑ سنگھ
کئی موقعوں پر رازدار ایجنٹ مقرر ہوا اور اُس نے یہ کام ایسی

MINISTRY OF CULTURE • GOVERNMENT OF INDIA
CSL

سردار ہرنام سنگھ رئیس مکیریاں

بڈھا دتا
(وفات ۱۸۰۲ء)

رلدو رام
(وفات ۱۸۴۳ء)

سردار بہادر سردار بوڑ سنگھ (وفات ۱۸۹۲ء) — سردار بدھ سنگھ (وفات ۱۸۴۲ء) — شدھ سنگھ (وفات ۱۸۸۸ء) — ندھان سنگھ (وفات ۱۸۹۲ء) — میہاں سنگھ (وفات ۱۸۸۱ء)

کاشی سنگھ (متوفی) — آتما سنگھ (وفات ۱۸۳۲ء) — گلاب سنگھ (وفات ۱۸۷۳ء) — پنجاب سنگھ (وفات ۱۸۸۹ء) — پریم سنگھ (وفات ۱۹۰۳ء) — گنڈا سنگھ (وفات ۱۸۸۶ء) — جھنڈا سنگھ (وفات ۱۹۰۲ء)

چندا سنگھ (وفات ۱۸۶۲ء) — ایشر سنگھ (وفات ۱۸۶۵ء) — نرائن سنگھ (ولادت ۱۸۶۳ء) — نرندر سنگھ (ولادت ۱۸۶۴ء) — مقصودن سنگھ (ولادت ۱۸۸۱ء) — گرمکھ سنگھ (ولادت ۱۸۸۵ء) — بلونت سنگھ (ولادت ۱۸۸۵ء)

سردار ہرنام سنگھ (ولادت ۱۸۶۲ء) — اندر سنگھ (ولادت ۱۸۸۱ء) — گنگا سنگھ (ولادت ۱۸۶۲ء) — عطر سنگھ (وفات ۱۸۶۶ء)

چھمن سنگھ (ولادت ۱۸۶۶ء) — سندر سنگھ (ولادت ۱۸۶۲ء) — موتی سنگھ (وفات ۱۸۹۶ء)

رنبیر سنگھ (ولادت ۱۹۰۳ء)

درگا سنگھ (وفات ۱۸۶۵ء) — امر سنگھ (ولادت ۱۸۶۵ء) — سورجن (ولادت ۱۸۶۳ء) — رام سنگھ (ولادت ۱۸۶۶ء) — دلیپ سنگھ (وفات ۱۹۰۷ء) — رندھیر سنگھ (وفات ۱۸۹۷ء) — ارجن سنگھ (ولادت ۱۸۸۱ء)

شیو سنگھ (ولادت ۱۹۰۹ء) — جیت سنگھ (ولادت ۱۹۰۳ء) — گندھرب سنگھ (ولادت ۱۹۰۲ء) — گوربخش سنگھ (ولادت ۱۸۹۹ء) — سنت سنگھ (وفات ۱۸۹۶ء) — کھڑک سنگھ (ولادت ۱۸۹۶ء) — نند سنگھ (ولادت ۱۸۹۶ء)

ایک لڑکا (ابھی نام نہیں رکھا گیا) — نند سنگھ (ولادت ۱۸۹۶ء) — گوردیال سنگھ (ولادت ۱۸۹۶ء) — گورپال سنگھ (ولادت ۱۹۰۰ء) — لابھ سنگھ (ولادت ۱۹۰۰ء) — پریتم سنگھ (ولادت ۱۹۰۴ء)

صاحب سنگھ (ولادت ۱۹۰۰ء) — کرتار سنگھ (ولادت ۱۹۰۳ء) — پاہلاب سنگھ (ولادت ۱۸۹۶ء) — ہردت سنگھ (ولادت ۱۹۰۶ء) — بلدیو سنگھ (ولادت ۱۹۰۲ء) — گیان سنگھ (ولادت ۱۹۰۶ء)

یہ خاندان جھبور یا کہار سکھوں کی اولاد سے ہے گوت اس کی

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

اراضی ہے ۔

اس خاندان کو ایک شاہی راجپوت خاندان کی اولاد تسلیم کیا گیا ہے اور جاگیر قاعدہ خلعت اکبری کے رو سے اُس شخص کو ملتی ہے ۔ جو فی زمانہ بزرگ خاندان ہو ۔

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA
CSL

جو وہ رانا مانسوال سے لے رہا تھا دیگر ضلع کی۔ بعد ازاں ۱۸۰۴ء میں رانا مانسوال نے جسوانیوں سے مل کر کٹوچ راجپوتوں کے اُس حملے کی مزاحمت کی جو اُنھوں نے کانگڑہ کے مشہور و معروف سنسار چند کی سرکردگی میں کیا تھا اور بڑی کامیابی سے اپنے علاقے کو بچایا اور سنسار چند کو نقصان اُٹھا کر پیچھے ہٹنا پڑا۔ اس کے بعد مہاراجہ رنجیت سنگھ دوسرا بیرونی حملہ آور تھا جس سے اُنہیں بھگتنا تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کو ۱۸۱۵ء میں ہی مانسوال کی جانب ہاتھ پھیلانے میں دیر نہیں لگی۔ ۱۸۱۵ء میں اُس نے سردار دیوا سنگھ خلف ہری سنگھ کا حق جاگیر تسلیم کر لیا اور باقی جائداد پر جاگر چند کے حقوق بھی اس شرط پر تسلیم کر لئے کہ وہ مشترکہ فوائد کے لئے ۱۵ سوار مہیا کیا کرے۔ ۱۸۴۶ء میں جب انگریز آئے تو جاگر چند کے بیٹے لال چند کو آٹھ دیہات کی آمدنی ملی جو ۳۸۰۰ روپیہ سالانہ تھی اور یہ بھی فیصلہ ہو گیا کہ نصف جاگیر جاگر چند کے نرینہ وارثانِ صلبی کو علے الدّوام ملا کرے۔ لال چند ۱۸۵۵ء میں فوت ہوا۔ اور اب اُس کا پوتا لہنا سنگھ جو ۱۸۸۱ء میں اپنے بھائی صاحب سنگھ کے بعد جانشین ہوا تھا خاندان کا بزرگ ہے۔ لہنا سنگھ پراونشل درباری ہے اُس کی جاگیر تحصیل گڑھ شنکر کے ساتھ اور تحصیل اونہ کے ایک گاؤں پر مشتمل ہے جن کی کل سالانہ آمدنی ۲۱۶۹ روپیہ ہے۔ لہنا سنگھ مانسوال میں دو ہزار پانچسو گھماؤں اور گڑھ شنکر تحصیل کے دوسرے مواضعات میں پانچ ہزار گھماؤں اراضی کا مالک ہے۔ ان اراضی کے علاوہ موضع مہند پور بھی اُس کے پاس ہے اور تحصیل اونہ ضلع ہوشیار پور میں ۲۰۰۰ گھماؤں

MINISTRY OF CULTURE · GOVERNMENT OF INDIA

CSL

رانا لہنا سنگھ رئیس مانسوال

یہ خاندان ضلع ہوشیارپور کے زیرین پہاڑی علاقے میں کسی قدر معزز ہے اور کانگڑہ کی جنوب ترین قدیم راجپوت ریاستوں میں سے ہے۔ ان کی گوت ڈاڈ ہے جو شاہی راجپوتوں کی ۳۶ گوتوں میں سے ایک ہے۔ گیارہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزرا ہے کہ ڈاڈ گوت کی چار شاخیں گڑھ مکتسر اور گڑھ منڈل سے ان علاقوں میں آئیں۔ ان میں سے ایک شاخ نے جو اب معدوم ہوگئی ہے جیجون آباد کیا۔ دوسری شاخ گڑھ شنکر کے قریب سردہہ میں آباد ہوئی جہاں اس کی اولاد اب مسلمان ہے۔ تیسری شاخ نے مانسوال کے موجودہ خاندان کی اور چوتھی نے گنگراٹ کی بنیاد ڈالی ۔

رانا جودھ چند جو لہنا سنگھ سے ۲۷ پشت پہلے ہوا ہے گڑھ مکتسر ضلع میرٹھ سے پوجا پاٹھ کے لئے جوالا مکھی میں آیا تھا جو دریائے بیاس کے شمالی کنارے پر واقع ہے اور اپنے ہمراہ اتنے آدمی لایا کہ گڑھ شنکر کے نزدیک سوالک کے زیرین پہاڑی علاقے پر قبضہ کرلیا۔ اور مانسوال کو اپنا صدر مقام بنایا۔ مگر پچھلی صدی کے شروع میں انکی خودمختاری جاتی رہی اور وہ راجہ جسواں کے جس کا جانشین اب میاں رگھوناتھ سنگھ ہے باجگزار ہو گئے۔ ۱۷۵۹ء میں جب سردار ہری سنگھ رئیس سیالبہ واقع ضلع انبالہ نے خاندان جسواں کو بہت دق کیا تو اُس کے رئیس نے مجبوراً ہری سنگھ کو اُس خراج کا نصف